ماهنامه

نصرت الجهاد

جون ۱۹۹۱ء

Ahmad Shah Vahdat Yar

کابل انتظامیہ کے خاتمہ تک ہمارا جہاد جاری رہیگا: الحاج حقانی

فتح کے بعد خوست شہر کے پرانے ایئرپورٹ پر جیالے مجاہدین کیساتھ کمانڈر حاجی خلیل کی ایک یادگار تصویر۔

مفتوحہ خوست شہر میں روزمرّہ کی زندگی اب معمول پہ آگئی ہے، آراستہ دوکانیں اور ہوٹل تصویر میں نظر آرہے ہیں۔

حمد

تو ہے وہ ناز آفریں — جس پہ جہاں کو ناز ہے
تو ہے نظر کی جستجو — تو ہی دلوں کا راز ہے

تو ہے نمودِ رنگ و بو — تو ہے وجودِ خشک و تر
تو ہی دلِ نشیب ہے — تو ہی سرِ فراز ہے

دل میں نہاں نہاں رہا — تو ہے مثالِ بوئے گل
جس کو نظر نہ پا سکی — تو وہ نظر نواز ہے

تیری عطا ہے بے بدل — میری خطا جہاں نما
تجھ کو عطا پہ ناز ہے — مجھ کو خطا پہ ناز ہے

دہرِ عطا میں جب گری جوئے خطا — تو کیا رہا ؟ ؟
موج میں موج مل گئی — ناز میں پُر نیاز ہے

شانِ کرم کا واسطہ — میری خطا سے درگزر
میں تو ستم شعار ہوں — تُو تو کرم نواز ہے !!

نادم غم نصیب کو — دیر و حرم سے کیا غرض
کشتۂ ناز میں کہاں — طاقتِ امتیاز ہے

— گلزار نادم صابری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد شاہ (اوریا) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماھنامہ

نصرت الجہاد

جون ۱۹۹۱ء

بانی: الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر ـــــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال
مدیر ـــــ الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس: ۱۴۱۱ھ ق، ۱۳۶۹ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد ۱۔ شمارہ ۸ مسلسل نمبر ۸ جون ۱۹۹۱ء ذی القعدہ، ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ ق، جوزا ۱۳۷۰ھ ش

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ خوست کا قومی سرمایہ قوم اور مستقبل...
۳۔ وائس آف امریکہ سے جناب حقانی کا انٹرویو
۴۔ اگلا ٹارگٹ گردیز پکتیا کے دارالحکومت
۵۔ کمانڈروں کی شوریٰ کے اہداف
۶۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کی تجویز...
۷۔ عیدالاضحیٰ اور قربانی کے احکامات
۸۔ روس کی مسلمان ریاستیں آہنی پردے سے
۹۔ افغانستان میں (کے جی بی) کی تباہ کاریاں
۱۰۔ بھارت کی بھلائی کشمیریوں کو...
۱۱۔ لینن کی نک کٹی مجسمہ اور دیسے ناک کمیونسٹ نظام
۱۲۔ تبصرۂ کتب
۱۳۔ آدھے مونچھ کی کہانی
۱۴۔ جنت میں دوزخ کا سماں
۱۵۔ جہاد کا صلہ
۱۶۔ جہاد افضل اور اعلیٰ عبادت ہے
۱۷۔ اخبار جہاد
۱۸۔ شہدا راہ حق

پتہ:
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ:	۱۰۰/- روپے
ششماہی:	۵۰/- روپے
فی پرچہ:	۸/- روپے

بیرونی ممالک:
سالانہ ۳۰ ڈالر
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۵۵۹
حبیب بنک کنٹونمنٹ برانچ صدر روڈ
پشاور۔ پاکستان

اداریہ

جہاد کے خلاف سازشیں اور ہمارے مقاصد

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش　　من انداز قدت را می شناسم

صیاد اپنا شیوۂ شکار بدلتا رہتا ہے۔ اور وہ کسی شکار کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے رنگ برنگے طرز طریقے بروئے کار لاتے ہوئے شکاری دانے کا رنگ بدلتا رہتا ہے تاکہ شکار کو اپنی ظاہری نرم و چرب چالوں سے دھوکہ دے کر اسے مسخر کر سکے مگر حقیقت بجائے خود باقی ہے۔ صیاد جتنا بھی نرم دل کیوں نہ ہو پھر بھی صیاد ہے اور شکار پر اس کا کسی قسم کا ترحم کرنا اصولوں سے صیاد کا انحراف سمجھا جاتا ہے جبکہ محال ہے۔

مسلمانان عالم پر واضح ہونا چاہیئے کہ دنیا جو بھی کھیل کھیلتے جا رہی ہے۔ سب کے سب مسلمانوں کے خلاف، اسلامی بھرم و عظمت کے خلاف اور اسلامی تحریکوں کے خلاف ہے۔ کفار امت واحدہ ہے اور وہ کبھی نہیں چاہتے کہ دنیا میں ایک بار پھر اسلام کا بول بالا ہو، عدل و انصاف پر مبنی خلافت اسلامیہ کا دور دورہ ہو انسانیت کو کرامت انسانی پر مبنی ان کے انسانی حقوق جن میں ان کے انفرادی و اجتماعی حقوق مضمر ہیں دلوائے جائیں۔ کیوں کہ اس صورت میں تو دام صیاد ناکارہ رہ جاتا ہے۔ اور دنیا کے ٹھیکیداروں کا ٹھیکہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس کڑوی حقیقت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دنیا کی دو برادر نسبتی طاقتوں (روس امریکہ) نے مل جل کر افغان مسلمان اور مجاہد قوم کے مقاصد کے خلاف اور تیرہ سالہ برحق جہاد کو اپنے مببر سے منحرف کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے توسط سے مسئلہ افغانستان کے حل کے

نام سے کچھ تجاویز کی پیشکش کی ہے جو سراسر مجاہد افغان قوم کی امنگوں اور مقاصد کے خلاف ہیں۔

یہ تجاویز بظاہر تو چمکا دینے والی ہیں مگر دراصل یہ سب کے سب مجاہدین کے مقاصد اور گذشتہ تیرہ سال کے دوران کمائی ہوئی کامیابیوں اور افتخارات کے منافی ہیں افغان غیور قوم جن مقاصد کے حصول کی خاطر گذشتہ تیرہ برسوں سے قربانیاں دے رہی ہے اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی طرف سے مسئلے کے حل کے لیے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان میں ان مقاصد کا برائے نام تک ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ الٹا جس چیز سے مجاہدین گریز کرتے ہیں ان پر اس چیز کو قبول کرانے کے لیے دباؤ ڈالا جاتا ہے اور وہ ہے موجودہ کٹھ پتلی کمیونسٹ انتظامیہ کا برقرار رہنا اور انتخابات میں کمیونسٹ (وطن) پارٹی کی شمولیت جو بعید از انصاف ہے۔

انتخابات میں (خلق و پرچم) دھڑوں کی شرکت جن کا اجتماعی شرکہ نام ہی ڈی پی اے اے (وطن پارٹی) میں تبدیل کیا گیا ہے۔ مخلوط حکومت بنانا ملی آشتی اور ایسے دیگر ناموں سے پیش کیے گئے منصوبے وسازشیں ہیں جو کئی سالوں سے ہمارے برحق جہاد اور ہمارے شہید پرور اور مجاہد قوم کے مقاصد کے خلاف استعمال کئے گئے ہیں اور ہمیں کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہیں۔

ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ افغان قوم صلح دوست قوم ہے اور جنگ وقتال کے بغیر صلح و آشتی اور امن وامان سے زندگی گزارنا چاہتی ہے لیکن اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لینا چاہیئے کہ وہ اپنے مقاصد کو بھول چکی ہے اور اپنے پندرہ لاکھ شہداء کے خون کو رائیگاں جانے دینے پر راضی ہو گئی ہے۔ نہیں، ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ ہمارے جہادی راہنماؤں، جہادی قوتوں اور ہماری مجاہد قوم نے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری جناب پیریس ڈی کوئیار کی موجودہ تجاویز مسترد کردی ہیں اور اسے ماضی کی طرح جہاد اور مجاہدین کے خلاف ایک نئی سازش قرار دیا ہے۔ ہم تمام عالمِ اسلام پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر جہادِ افغانستان کے خلاف یہ منصوبہ خدانخواستہ کامیاب ہوگیا مستقبل میں عالمی سطح پر تمام اسلامی تحریکوں کی کوششیں سب کے سب خنثیٰ اور خاک میں مل جائیں گی۔ امتِ مسلمہ سے ہماری اپیل ہے کہ وہ بروقت اسلام اور عالم اسلام

کے خلاف دشمن کے مذموم اور گھناؤنے عزائم کو بھانپتے ہوئے انہیں کامیاب نہ ہونے دیں اور خود بھی ان ناپاک ہتھکنڈوں میں آنے سے خود کو بچائیں۔

افغان قوم نے جس مقصد کے حصول کی خاطر جہاد کا آغاز کیا تھا اسی مقصد کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے بسر وچشم ہمیں قابل قبول ہے۔ اس کے سوا ہم کسی بھی فیصلہ کو قبول کرنے کے پابند نہیں ہوں گے بلکہ ایسے نامناسب اور ظالمانہ فیصلے کے عواقب ونتائج اور خطرات کی ذمہ داری ایسے کسی فیصلے یا منصوبے میں شامل ملکوں اور اشخاص ہی پر عائد ہو گی۔ فتح خوست اور امن کے لیے آئے دن مجاہدین کی فتوحات نے دشمن کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ اب وہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام کو یقینی سمجھتے ہیں اس لیے انہیں شدید پریشانی کا سامنا ہے کہ کہیں افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم نہ ہو جس سے ان کی ٹھیکیداریاں ختم نہ ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے ہیں اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذریعے مسئلے کے حل کے نام سے پیش کردہ تجاویز اسی ناپاک منصوبے کا پیش خیمہ ہے۔ اسی بناء پر فاتح خوست اور قبیلہ کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کے رہنما جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے بھی ان تجاویز پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کوئی فیصلہ اور مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں تجاویز جو افغان مجاہد عوام کی مرضی اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف ہوں ہمیں ہرگز قبول نہیں اور ہمارا کامیاب جہاد انتہائی مقاصد کے حصول تک جوں کا توں جاری رہے گا۔

امت مسلمہ اور خاص طور پر ان تجاویز کے حامی اسلامی ممالک کو یہ جاننا چاہیئے کہ کفار دنیا کے کسی بھی گوشے میں ایک اسلامی مملکت کے قیام کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں وہ اگر فلسطین میں ہو یا کشمیر میں، افغانستان میں ہو یا کسی اور جگہ میں اس لیے انہیں چاہیئے کہ وہ کفار کے پیش کردہ بے انصافی پر مبنی ہر تجویز کو رد کرتے ہوئے مجاہدین افغانستان کے موقف کی حمایت کریں اور افغان مظلوم قوم کے برحق مقاصد کے حصول کی پشت پناہی کر کے انہیں ہر قسم کی امداد فراہم کرنے میں دلچسپی لیں۔

خوست کا قومی سرمایہ قوم اور مستقبل کی اسلامی حکومت سے وابستہ ہے تنظیموں کی ملکیت نہیں

فتح خوست کے بعد ممتاز عرب مجلہ "المرابطون" میں چھپنے والا الحاج مولوی جلال الدین حقانی کا ایک اہم انٹرویو جسے اہمیت کے لحاظ سے ہم قارئین نصرت الجہاد کے لئے ترجمہ کر کے پیش کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

جناب مولوی حقانی نے اپنے جہاد کے آغاز کا سلسلہ یوں شروع کیا:

"ہم نے جہاد انتہائی سادہ شکل میں افغانستان کی سرحدوں سے شروع کیا بعد میں میرانشاہ، خوست اور کابل میں مراکز قائم کئے۔ جن سے ہمارے مجاہدین "سریہ" کی شکل میں افغانستان کے اندرون میں جاتے اور کارروائیاں انجام دیتے۔ یہ عمل مسلسل چار سال تک جاری رہا۔ مگر جب ترہ کی حکومت قائم ہوئی۔ تو ہم مجموعی طور پر حکمت یار ربانی اور خالص کے اتفاق سے افغانستان کے اندر گئے اور پہاڑی علاقوں میں ہم نے مراکز قائم کئے۔ جب کہ کسی نوعیت کا بھی اسلحہ موجود نہیں تھا۔

اگست ۱۹۷۸ء میں ہم نے اپنی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ کارروائیاں بڑی کامیابی سے انجام پائے اور ہم دشمن سے تھوڑے بہت غنائم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے جن کی مدد سے دشمن کے بعض اہم مراکز چنبہ اور جدران فتح کر لئے گئے ہم نے ان مراکز سے کثیر مقدار میں داشکا، ہاوان اور دیگر اسلحہ حاصل کرلیا۔ اس سے پہلے اس نوع کا اسلحہ ہم نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ ہماری یہ کارروائیاں ۱۹۷۹ء تک جاری رہیں، مگر روسیوں نے جب ہمارے ملک پر براہ راست یلغار کیا تو ہمارے جہاد نے جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک اور صورت اختیار کرلی:

مولوی حقانی کے تمام جہادی کمانڈروں سے حسنہ تعلقات ہیں، جن کی بنا پر کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کی قیادت کے ساتھ ساتھ خوست کے کمانڈروں کے امیر کی حیثیت سے بھی انکا چناؤ کیا گیا ہے۔

المرابطون:
ہم آپ کو خوست فتح کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور مستقبل قریب میں کابل اور کفاروں کے زیر تسلط اسلامی ممالک کی فتح اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں، مہربانی کر کے خوست کی سٹرٹیجی سے متعلق اور مسئلہ افغانستان پر فتح خوست کے اثرات کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات فراہم فرمادیں؟

استاد حقانی: جیساکہ آپ جانتے ہیں خوست چار اہم سٹرٹیجیک علاقوں

میں سے ایک ہے جو انتہائی اہم اور حیاتی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے کابل حکومت نے اس علاقہ کو ماڈرن اور جدید ترین اسلحہ سے لیس کر لیا تھا۔

خوست اس لحاظ سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل تھا کہ پاکستان سے سرحد اور گاڑیوں اور ٹینکوں کی آمد و رفت کے لئے دس سڑکیں رکھتا ہے۔ اور افغانستان کے اندر جانے کے لئے بھی مزید گیارہ راستے موجود ہیں جن کی اہمیت زخمی شہداء اور مجاہدین کو اسلحہ اور دیگر ضروریات کی سپلائی کے وقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے دوسری بات یہ کہ اس علاقے کے لوگ شجاعت اور جنگ میں اچھی مہارت کے مالک ہیں۔ ماضی میں بھی یہی لوگ تھے جنہوں نے انگریزوں کو سخت شکست دے کر انہیں میرانشاہ اور پھر بنوں واپسی پر مجبور کر دیا۔

خوست کابل کے بعد مزدور رژیم کا دوسرا اہم مرکز تھا، چنانچہ اس سٹریٹیجک علاقہ کو ہر نوع اسلحہ، وسائل جاسوسوں اور بے تحاشا پیسہ منتقل کرنے کی بنیاد پر تقویت بخش دی گئی تھی، خوست زرعی علاقہ ہے یہاں جنگلات بھی ہیں اور فتح کے بعد یہ علاقہ

> حقیقت یہی ہے کہ فتح خوست سے عالمی سامراج کی دسائس اور سازشیں بری طرح ناکام ہو چکی ہیں'
> (الحاج حقانی)

امن و تحفظ کے لحاظ سے مجاہدین کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے، یہ علاقہ دشمن کے قریبی مراکز سے دور واقع ہے اور اس کے ارد گرد بڑے بڑے پہاڑ استادہ ہیں

یہ سمجھنا کافی ہوگا کہ دشمن صرف دو مرتبہ یہاں آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ایک مرتبہ چمکنی اور دوسری مرتبہ جاجی کے راستے سے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ دشمن نے اس علاقے کو عالمی حیثیت دے دیا تھا۔ دنیا والوں کا اندازہ تھا کہ اگر مجاہدین خوست پر قبضہ کرنے میں ناکام ہو گئے تو وہ کابل کو ہرگز فتح نہیں کر سکیں گے شاید آپ کو یہ جان کر تعجب اور حیرت ہو کہ خوست کو "چھوٹا ماسکو" کہا جاتا تھا، کیونکہ یہاں کثیر تعداد میں کمیونسٹ موجود تھے کابل کے اکثر فوجی جنرل، وزیر اور دیگر رہنما اس علاقے سے تعلق رکھتے تھے جن کا آخری فرد نجیب ہے۔ ہم اب اس علاقے کی زراعت و تجارت پر زیادہ توجہ دیں گے نیز خوست کے مربوط راستوں جو منگل، نادر شاہ کوٹ زرمت، وردگ، غزنی اور دیگر علاقوں کو جا نکلے ہیں سے مناسب فائدہ اٹھائینگے تاکہ تمام افغانستان میں جہاد کے لئے مثمر اور مفید ثابت ہو۔

المرابطون: اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان، فتحِ خوست کی شکل میں ظاہر ہوا اور اس سے ان تمام دسائس سیاسی حل، ظاہر شاہ کی واپسی، مغرب اور ان کے حواریوں کی سازشوں کی قلعی کھل گئی اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

الحاج حقانی: یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا، خوست میں دشمن کی شکست کے بعد مغرب کو یہ کہہ دینا لازمی ہے کہ مجاہدین فوجی لحاظ سے اس قابل ہیں کہ دشمن کو شرمناک شکست سے دوچار کرے، حقیقت یہی ہے کہ فتح خوست سے عالمی سامراج کی دسائس اور سازشیں بری طرح ناکام ہو چکی ہیں

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ دیگر میں خوست کی بہ نسبت مجاہدین کی قوت کئی گنا زیادہ اور مضبوط ہے۔ ہم دیگر علاقوں کی فتوحات میں خوست کے راستوں کی

قدر و قیمت کو ہرگز فراموش نہیں کریں گے اور ہمارا یہ عمل فتوحات کا وقت مزید قریب لاتا ہے۔

المرابطون: ہم نے خوست کا مشاہدہ کر دیا اور اس عظیم فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مہربانی کر کے ہمیں خوست میں قیام امن اور نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے تشکیل کردہ ادارے سے متعلق معلومات فراہم کر دیجئے۔

مولوی حقانی: اس حوالے سے آج (اجلاس منعقد ہونے کے وقت) شوریٰ کا اجلاس ہونے والا ہے۔ اس سے پہلے کئی مسائل پر توافق ہو چکا ہے، جس میں مہاجرین کی واپسی اور مجاہدین کے ہاتھ لگے ہوئے غنائم اکٹھے کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل دینا شامل ہے تاکہ یہ اسلحہ کمر دینے پر کارروائی انجام دینے میں کام آسکے اسی طرح علاقہ کی امنیت اور انتظامی تشکیل کے بارے میں بات چیت ہوئی ہے جس کے نتیجے میں ایک واحد ادارہ تشکیل دینے پر توافق ہو چکا ہے۔

المرابطون: میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے اداری تشکیل اور مقامی عدالتوں کے حوالے سے کیا طرز طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ آپ یہاں کیسے اور کس طریقے سے اسلامی احکام نافذ کر سکیں گے؟

مولوی حقانی: یہاں ایک شرعی عدالت موجود ہے جس پر انہی امور کی ذمہ داری عائد ہے اور مکمل شریعت کا نفاذ تو تمام افغانستان کے مکمل فتح ہونے اور مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد ممکن ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ

المرابطون: خوست کی مقامی حکومت اور ایک واحد ادارہ کے قیام کی جانب پیشرفت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہوں گا۔

استاد حقانی: ہم غنائم، قیدیوں اور ادارۂ خوست کے حوالے سے ایک متفقہ موقف رکھتے ہیں اور ذمہ دار اشخاص کا تعین اُن قوتوں کی طرف سے عمل میں آجاتا ہے، جنہوں نے فتح خوست میں حصہ لے لیا ہے۔

نیز ہم ہسپتالوں، ریڈیو اور دیگر قومی سرمایہ کے بارے میں یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ یہ قومی سرمایہ مستقبل کے اسلامی حکومت سے وابستہ ہے، کسی تنظیم سے ہرگز اس کا تعلق نہیں رہے گا۔

المرابطون: ہم آپ کو خوست سے کہیں دور لے چلتے ہیں اور آپ سے ان خطرات سے متعلق سوال کرتے ہیں جو تمام امتِ مسلمہ سے تعلق رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جو نیا عالمی نظام جارج بُش کی جانب سے وضع کیا گیا ہے آپ کی رائے میں وہ کونسا عمل ہوگا جس کی بدولت اسے اپناتے ہوئے ان خطرات و مصائب سے نجات پا سکیں گے۔ کیونکہ اب تو ہمارا مستقبل انہی خطرات کی زد میں ہوگا؟

مولوی حقانی: میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ مسئلہ میرے ذہن سے باہر نہیں رہا، جیسا کہ میں ہمیشہ کہہ چکا ہوں کہ قرآن عظیم الشان نے ہمیں کفار کا مکر و حیلہ بیان کیا ہے،

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْد
وَلَنْ النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ
مِلَّتَهُمْ ط

ہم اس وقت تک ان خطرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب تک مسلمانوں کی صفوں میں وحدت اور یگانگت نہیں آجاتی، جب تک ہم واحد قیادت کے مالک نہیں ہوتے، سیاسی و شرعی لحاظ سے وحدت نہیں پاتے تب تک ہم ان حربوں اور خطرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے امت مسلمہ کو چاہیئے کہ روس امریکہ کے بغیر وہ ایک خصوصی قوت اور تشخص کو اپنا کر

ایک واحد اسلامی قیادت تشکیل دیں چنانچہ فتح خوست میری اس رائے کی روشن مثال ہے کہ جب مجاہدین متحد ہو گئے اور دشمن کی سازشوں کو خاک میں ملا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت ان کے شامل حال فرمائی

المرابطون: اگر ہمارے اُن مستضعف اور کمزور عرب بھائیوں کے لئے جو اپنے مرتد اور لادین رہنماؤں کے ظلم و تشدد کی آگ میں جل رہے ہیں کوئی پیغام رکھتے ہوں تو مہربانی فرمائیں گے۔

مولوی حقانی: اس کے باوجود کہ وہ اپنے ممالک ہی میں جہاد کر سکتے ہیں ہمارے بعض عرب بھائیوں کا تقاضا ہے کہ وہ افغانستان میں جہاد کریں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایک چھوٹا سا ٹولہ بھی ان ممالک میں جہاد کے لئے نکل جائیں تو جہاد کی برکت سے یہ سب مصیبتیں اور تکالیف اللہ تعالیٰ ان سے ہٹا دے گا، جیسا کہ ہم سے جہاد کی برکت سے دور ہو گئے ہیں جب کہ ہمارے عرب بھائی مالی و اقتصادی لحاظ سے بہت مضبوط ہیں۔

روز اول سے جب ہم گھر سے جہاد کے لئے نکلے تو ہم بارہ آدمیوں پر مشتمل تھے۔ دوسری دفعہ جب جہاد کے لئے

> مجاہدین غزنی شہر پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جلد ہی انشاء اللہ اس شہر کا چاروں اطراف سے محاصرہ کیا جائے گا۔
> (الحاج جلال الدین حقانی)

نکلنا پڑا تو ہمارے آدمیوں کی تعداد ۷۰ تک بڑھ گئی تھی۔ ہمارے پاس نہ تو اسلحہ تھا اور نہ ہی وائرلیس موجود تھا، ہسپتال موجود نہیں تھے ڈاکٹر نہیں تھے۔ مختصر یہ کہ ہمارے لئے کسی بھی قسم کی سہولت موجود نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جہاد شروع کیا گیا۔ ہم کہہ رہے تھے کہ اللہ جل جلالہ نے قرآن کریم میں ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ:

والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سُبُلنا وان
اللہ لمعَ المحسنِین ط

المرابطون: کیا عرب بھائی اپنے ملکوں ہی میں جہاد کا آغاز کریں یا یہ کہ یہاں افغانستان میں اپنے جہاد کو دوام دینا ان کے لئے مناسب ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آجائے؟

مولوی حقانی: میں یہ نہیں کہتا کہ عرب بھائی مسئلہ جہاد افغانستان کے حل تک اپنے اپنے ممالک میں جہاد روک دیں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ ان سب ممالک میں یہ یک وقت جہاد کا آغاز ہو جائے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مثال کے طور پر یمن اور سوریہ میں ابتدائی مراحل کی انجام دہی میں عزمِ جہاد کیا جائے اور عملاً اس راہ میں نکلا جائے بعد میں عراق، تونس اور دیگر ممالک میں عمل جہاد شروع ہو۔

المرابطون: اس انٹرویو کے آخر میں ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے اجر عظیم کی دعا کرتے ہیں کہ آپ نے خوست کو فتح کر کے دنیا کے تمام مسلمانوں کی پریشانی دور کر دی اور ہم آپ کو ان مسلمانوں کے لئے اُمید کی روشنی سمجھتے ہیں جن کی عزت و ناموس سے کھیل ہو رہے ہیں اور ظالموں کے زندانوں میں آزادی سے محروم زندگی بسر کر رہے ہیں، فتح خوست کو حقیقت میں اس نصرت و مدد کے عین مطابق سمجھتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے۔

مولوی حقانی: میں بھی آپ کا مشکور ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر اور معاون و مددگار ہو۔

افغانوں کو ایک ایسا اتحاد چاہیئے جس میں تمام جہادی طاقتیں علماء، قومی رہنما، سیاستدان اور دانشور شامل ہوں

گذشتہ دنوں جناب الحاج مولانا جلال الدین "حقانی" صاحب نے وائس آف امریکہ کو جہاد اور مسئلہ افغانستان سے متعلق صورتحال کے بارے میں ایک انٹرویو دیا ہے جو خصوصی اہمیت کا حامل ہونے کی بناء پر ہم اپنے نذر قارئین کر رہے ہیں۔

جناب الحاج مولانا حقانی صاحب نے وائس آف امریکہ کے نمائندہ کے پہلے سوال کے جواب میں کہا:

" پچھلے ہفتوں میں مجاہدین نے جو علاقے فتح کر لئے ہیں اور جو کارروائیاں انجام دی جا چکی ہیں یہ سب اس فیصلہ کے عین مطابق ہیں جو علاقہ "شاہ سلیم" میں کمانڈروں کی عمومی "شوریٰ" کے عام اجلاس میں کیا گیا تھا اور جس پر اجلاس میں شریک تمام کمانڈروں نے دستخط کر لئے تھے۔ اجلاس میں کیا گیا فیصلہ یہ تھا کہ:

" خوست اور خواجہ غار ناحی سب ڈویژنیں لازمی طور پر فتح کر لئے جائیں غزنی اور قندہار میں مجاہدین کی کارروائیاں شروع کی جائیں۔ اور گردیز پر قبضہ کر لیا جائے"

حقانی صاحب نے کہا: چنانچہ مجاہدین نے اس فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے بعض علاقے فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور بعض دیگر علاقوں پر قبضہ حاصل کرنے کی خاطر لڑائی ہو رہی ہے، گردیز سے جنوب مغربی غزنی کی طرف دشمن کا ایک فوجی قافلہ جا نکلا تھا۔ جس پر مجاہدین نے حملہ کر کے دشمن کے ۱۵ یا ۲۰ ٹینک تباہ کر دیئے۔ حملے کے دوران مجاہدین کے گولہ باری کی زد میں آ کر ایک ہیلی کاپٹر نذر آتش ہو گیا اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوج نے عقب نشینی اختیار کر دی۔

گردیز پر جنوبی، مغربی اور مشرقی اطراف سے حملے کئے جا رہے ہیں لیکن ابھی تک مخصوص پلاننگ کے تحت کسی منظم جنگ کا آغاز نہیں ہوا ہے

ملک کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کے نئے پروگرام اور فتوحات کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں جناب حقانی صاحب نے کہا:

" مجاہدین غزنی شہر پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جلد ہی اس شہر کا چاروں اطراف سے محاصرہ کیا جائیگا قندہار اور ہرات میں بھی جنگ جاری ہے۔ حیرتان، بغلان اور قندز کی کئی جگہوں میں دشمن کے رسد پہنچانے والے اکثر و بیشتر راستے بند کر دیئے گئے ہیں، صوبہ سمنگان میں کابل رژیم کی ایک بریگیڈ اور خواجہ غار گیریژن مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں بعد

اسلحہ و گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا ہے اور ہزار سے زیادہ دشمن کے فوجی جن میں جنرل شاہ محمود بھی شامل ہے۔ زندہ گرفتار کر لئے گئے ہیں بعض دوسرے مقامات پر بھی کاروائیوں کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ تاہم ان مقامات کا ذکر لازم نہیں سمجھا جاتا۔"

الحاج حقانی صاحب نے اقوام متحدہ کے مخصوص نمائندہ بینڈ سیوان کی

امن تجاویز سے متعلق مجاہدین کے موقف کو ایک بار پھر دہراتے ہوئے کہا:

" مجاہدین نے اقوام متحدہ کے نمائندہ کو دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ نجیب روس کا پٹھو اور کابل رژیم روسی مزدور رژیم ہے وہ ہمارے ڈیڑھ ملین عوام کی شہادت اور پانچ ملین عوام کی مہاجرت کا اصل عامل ہے

وہ ہمارے ملک کی آبادیاں اور زراعت تباہ کر چکی ہے اس لئے جب تک نجیب اور موجودہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ افغانستان میں موجود ہو۔ اس وقت تک مسئلے کا سیاسی حل ناقابل عمل اور ناممکن ہے۔"

فاتح خوست جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی صاحب نے کہا:

" تمام جہادی کمانڈروں نے نجیب کے ساتھ ایک مخلوط حکومت تشکیل دینے اور کمیونسٹ وطن پارٹی کی موجودیت و شمولیت سے انتخابات میں حصہ لینے کی تجویز مسترد کر دی ہے"

مجاہدین اور ان کے کمانڈروں نے " بینڈ سیوان" سے کہا ہے کہ جب تک

> جب تک نجیب اور موجودہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ افغانستان میں موجود ہو۔ اس وقت تک مسئلے کا سیاسی حل ناقابل عمل اور ناممکن ہے۔
>
> مولوی جلال الدین" حقانی"

کابل رژیم کا خاتمہ نہ کر دیا جائے تب تک ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ ہم نجیب انتظامیہ کے بغیر افغانستان کے دیگر تمام طبقوں کی شمولیت اور ان کی مرضی کے مطابق حکومت تشکیل دینگے

حقانی صاحب نے مزید کہا: ہم نے اقوام متحدہ کے نمائندہ سے ایک درخواست کی اور وہ یہ کہ: دنیا والوں کی آنکھوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ کابل رژیم روسیوں کی کٹھ پتلی اور مزدور حکومت ہے۔ اس سے پہلے روسیوں کی براہ راست حمایت سے بہرہ مند تھی اور اب اسے اسلحہ اور دیگر امداد دی جارہی ہے نجیب حکومت کی ظلم و جنایات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جیسا کہ کویت پر حملہ کرنے کے جرم کی پاداش میں صدام حسین ظالم و جابر سمجھا جاتا ہے تو نجیب کو بھی ایسی سزا دینا چاہئے۔ نجیب کو اقتدار سے دستبردار کیا جائے اور اسے ایک جنگی مجرم کی حیثیت سے پہچانا جائے۔ اور اسی نام سے اسے عدالت میں پیش کیا جائے اس پر امداد بند کی جائے اور جنگی تاوان اس سے وصول کیا جائے اقوام متحدہ سے ہماری درخواست یہ ہے کہ نجیب کو اس طرح فیصلہ ماننے پر آمادہ کیا جائے جس طرح انہوں نے صدام حسین کو مجبور کر دیا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ بعض جہادی رہنماؤں کو شکایت ہے کہ اب بیرونی ملکوں کی امداد براہ راست کمانڈروں کی شوریٰ کو دی جاتی ہے الحاج جلال الدین حقانی نے کہا:

" شوریٰ میں شامل اکثر و بیشتر کمانڈر اب تک تنظیموں کے ارکان ہیں اور ہر

ایک اپنی تنظیم سے اسلحہ اور دیگر امداد حاصل کر رہا ہے۔ اب تک کمانڈروں کی شوریٰ نے براہِ راست امداد وصول نہیں کی ہے، کمانڈروں کی شوریٰ تو کوئی الگ تنظیم یا ادارہ نہیں، جنگی کارروائیوں کے دوران مقامی اور علاقائی شورائیں عموماً شوریٰ کے ذریعے اسلحہ اور دیگر ضروریات حاصل کر رہے ہیں، چنانچہ یہی طریقہ کار اس سے قبل بھی موجود تھا اور اب بھی موجود ہے۔

جناب حقانی صاحب نے وائس آف امریکہ کے نمائندہ کے اس سوال کے جواب میں کہ "امور افغانستان سے متعلق امریکہ کے مخصوص نمائندہ "پیٹر ٹامسن" اور ان کے معاونین نے مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے سلسلے میں اسلام آباد اور پشاور میں جہادی رہنماؤں اور کمانڈروں سے ملاقاتیں اور بات چیت کی ہے کہا:

" ہوسکتا ہے پیٹر ٹامسن نے ذاتی طور پر بعض کمانڈروں سے الگ الگ ملاقاتیں کی ہوں، اس بارے میں مجھے علم نہیں لیکن کمانڈروں کی شوریٰ سے اس نوعیت کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی ہے"

حقانی صاحب نے آخر میں تین تنظیموں کے اتحاد کے حوالے سے کہا:

خوست میں دشمن کی شکست کے بعد مغرب کو یہ کہہ دینا لازمی ہے کہ مجاہدین فوجی لحاظ سے اس قابل ہیں کہ دشمن کو شرمناک شکست سے دوچار کرے۔ (الحاج حقانی)

" یہ اتحاد مجاہدین کے فائدہ میں نہیں ہوگا۔ افغانوں کو ایک ایسا اتحاد چاہیئے جس میں تمام جہادی قوتیں، اقوام، علماء، قومی رہنما، سیاست دان اور دانشور شامل ہوں تاہم یہ اتحاد جو تین تنظیموں نے قائم کیا ہے ایک ناقص اتحاد ہے اور ہماری مجاہد قوم کے لئے مفید ثابت نہیں ہوگا۔

بقیہ : کمانڈروں کی شوریٰ...

ختم کردیں اور ایک واحد ادارہ تشکیل دے سکے، چنانچہ مذکورہ "شوریٰ" ایک بڑی حد تک یہ کار نیک انجام دینے میں کامیابی پاچکی ہے۔

کمانڈروں کی "شوریٰ" کو چاہیئے کہ وہ اپنی تمام تر طاقت و قوت سے افغانستان کے گوشے گوشے میں سیاسی و فوجی دونوں محاذوں میں قابل رشک کامیابیوں کے لیے کوششیں کریں۔

محترم حقانی نے موجودہ سیاسی حالات کے بارے میں کہا کہ۔

"موجودہ وقت میں آزاد انتخابات کرانے کے لیے حالات سازگار نہیں اور مسئلے کے حل کی خاطر لازمی ہے کہ ایک ایسی "شوریٰ" کی تشکیل عمل میں آجائے جس میں جہادی کمانڈران، سیاسی تنظیموں کے نمائندوں، علماء، دانشوروں، ملی و اجتماعی نامور اشخاص اور اقوام و قبائل کے سربراہ شامل ہوں، اسی شوریٰ میں سے پارلیمنٹ اور حکومت تشکیل دیجائے اور اسے اقتدار حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ اس طرح ہمارا پیارا وطن آزاد ہو جائے بعد میں آزاد انتخابات منعقد کرانے کے لیے امن و امان قائم کریں، پھر آزاد انتخابات منعقد کرانے کے لیے راہ ہموار ہو جائے اور اس نوعیت کے انتخابات انجام پاسکے"

سلطان خو صدیقی

اگلا ٹارگٹ گردیز

پکتیا کے دارالحکومت پر مسلسل مجاہدین کا دباؤ بڑھ رہا ہے

کابل حکومت کی اہم چھاؤنی اور صوبہ خوست کے دارالحکومت خوست پر مجاہدین کی شاندار کامیابی کے بعد فاتح خوست ممتاز کمانڈر مولوی جلال الدین حقانی نے کہا تھا کہ خوست کے بعد مجاہدین کا اگلا ٹارگٹ گردیز ہوگا۔ اور خوست میں قبضہ کئے جانے والے اسلحہ و گولہ بارود سے گردیز و غزنی کی فتح یقینی ہے

خوست کی فتح میں مجاہدین نے جو حکمت عملی اختیار کی تھی اور جس اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا تھا اسے مد نظر رکھتے ہوئے پکتیا کے دارالحکومت گردیز شہر اور چھاؤنی پر بھی حملے اور قبضے کے لئے خوست اور پکتیا کے کمانڈروں کے اجلاس میں اسی طرح کی حکمت عملی وضع کی گئی ہے اور مجاہدین نے گردیز پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ خوست میں پکڑے جانے والے اسلحے اور گولہ بارود کے علاوہ ٹینک و بکتر بند گاڑیاں بھی گردیز کے علاقے میں منتقل کر دی گئی ہیں۔

اپریل کے تیسرے ہفتے میں مجاہدین نے حملہ کر کے گردیز کے اطراف میں کئی چوکیاں قبضہ کیں، جہاں بہت سے فوجی اپنے اسلحہ سمیت کابل فوج سے بھاگ کر مجاہدین سے آملے، مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان مولانا محمد یعقوب شریعت یار کے مطابق یہ فوجی اسلحے اور گولہ بارود کی بڑی مقدار لئے گردیز کے جنوب میں زرہ بہت کے مقام پر پہنچے اور کمانڈر شریف خان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ترجمان کے مطابق ملٹری کونسل کی طرف سے گردیز میں کابل فوجیوں کے لئے عام معافی کے اعلان پر مثبت ردعمل ظاہر کیا گیا ہے اور ایک ہفتے کے دوران ایک سو سینتیس کابل فوجی مجاہدین کے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔

مجاہدین نے گردیز کی طرف پیش قدمی کی مہم میں اپریل کے آخری ہفتے میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب کے آبائی قصبے سید کرم کی تین حفاظتی چوکیاں خالی کرالیں، مجاہدین کے ذرائع نے اس کاروائی کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا کہ گردیز کے شمال مشرق میں بارہ کلومیٹر دور سید کرم قصبے کی حفاظتی چوکیوں کو مجاہدین نے راکٹوں اور میزائلوں سے نشانہ بنایا جہاں پر متعین کابل دستے مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلے ان چوکیوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

مولوی جلال الدین حقانی کے ایک ترجمان کے مطابق جب سے مجاہدین کمانڈروں کی شوریٰ نے گردیز پر حملے کے لئے ایک مشترکہ منصوبہ ترتیب دیا ہے کابل حکومت کے طیاروں نے گردیز کے اطراف میں مجاہدین کے خلاف بمباری اور زمینی دستوں نے گولہ باری کا سلسلہ بڑھا دیا ہے،

ترجمان کے مطابق کابل حکومت سکڈ میزائل، راکٹ اور لونا میزائل اور گرینیڈ بم استعمال کر رہے ہیں۔ یہ گرینیڈ بم تین کلومیٹر تک کے رینج کے ہیں اور آگ لگاتے ہیں، علاقے میں ۶ مئی سے لڑائی جاری ہے اور دونوں جانب سے بھاری ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں، ترجمان کا کہنا ہے کہ خوست کی فتح کے بعد مجاہدین نے گردیز کے اطراف میں پوزیشنیں بنا رہے ہیں، جہاں کئی عمارات اور تنصیبات کو

نقصان پہنچایا گیا ہے۔

کابل حکومت کے طیاروں نے ۶ر مئی سے زرمت کے علاقے اور گردیز کے اطراف میں مجاہدین کے ٹھکانوں، مراکز اور مورچوں پر بمباری کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور اس بمباری کے نتیجے میں متوقع طور پر زخمی یا شہید ہونے والے مجاہدین کو علاقے سے نکالنے کے لئے میران شاہ کے مجاہدین کے ہسپتالوں سے ایمبولینس گاڑیاں علاقے میں بھیج دی گئی ہیں۔

۲۰ر مئی کو گردیز کے قریب مجاہدین اور گلیم جم ملیشیا دستوں اور مجاہدین کے درمیان ایک شدید جھڑپ میں چار فوجی اور گلیم جم کے اٹھارہ ملیشیا سپاہی ہلاک، سات زخمی کر دیئے گئے ہیں۔

۲۱ر مئی کو مجاہدین کے گردیز ائرپورٹ پر ایک اور حملہ کیا جس میں بکتر بند دستوں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان کی اطلاع کے مطابق کمانڈر سردار خان کی قیادت میں مجاہدین نے ہوائی اڈے پر یہ حملہ میزائلوں اور راکٹوں سے کیا جس سے متعدد تنصیبات نذر آتش اور ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ تاہم اس کاروائی میں ہلاک و زخمی ہونے والوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

اڑانس افغان پریس کی ایک رپورٹ کے مطابق کابل انتظامیہ نے سقوط خوست کے بعد فیصلہ کن معرکے کے لئے گردیز کے محاذ پر جارحانہ دفاعی اقدامات شروع کر دیئے ہیں، ایجنسی کے ذرائع کے مطابق کابل انتظامیہ گذشتہ ماہ ایک بار زمینی راستے سے کمک پہنچا سکی تھی اور اب ہیلی کاپٹروں کے ذریعے گردیز چھاؤنی میں اسلحہ اور گولہ بارود پہنچا رہی ہے ہتھیاروں کی اس کھیپ میں روس کی تیار کردہ دور مار ڈی سی توپیں بھی شامل ہیں جن میں چند توپیں خوست کے معرکے میں مجاہدین کے ہاتھ آئی ہیں، معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین بھی ان توپوں کو گردیز کی لڑائی میں استعمال کرنے کی حکمت عملی بنا رہے ہیں اور ڈی سی توپیں گردیز کے جنوب مشرق میں نصب کی گئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ کابل انتظامیہ پہلا حفاظتی حصار قائم کر چکی ہے۔ جس کے جواب میں مجاہدین اپنی مورچہ بندیاں مضبوط کر رہے ہیں

مجاہدین نے بھی شہر کو محاصرے میں لے لیا ہے اور اب کابل حکومت کے فوجی دستے زمینی راستوں سے گردیز کے محصورین کو کمک نہیں پہنچا سکتے، تمام تر سپلائی فضائی راستے سے ہو رہی ہے، کابل حکومت کا ساتھ چھوڑ کر مجاہدین سے آملنے والے فوجیوں کے لئے جہاں عام معافی کا اعلان کیا گیا ہے وہاں مجاہدین نے گردیز کے شہریوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ شہر خالی کر دیں کہ مجاہدین نہیں چاہتے کہ جب پروگرام کے مطابق عمومی حملہ کیا جائے تو اس میں بے گناہ عام شہری بھی جانی و مالی نقصانات سے دوچار ہوں، نیز جس طرح گلیم جم ملیشیا دستوں نے خوست میں عام شہریوں کو ظلم و تشدد، لوٹ مار کا نشانہ بنایا اور خواتین کی بے حرمتی کی بلکہ اس میں خود کابل حکومت کے حامی کمیونسٹوں کے گھروں کو بھی نہیں بخشا۔ خوست کی طرح گردیز کے لوگ بھی اس صورت حال سے دوچار ہوں اس لئے انہیں شہر چھوڑ دینے کے لئے کہا گیا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گردیز کے عام شہری گردیز سے نکلنا چاہتے ہیں، لیکن کابل دستے اور ملیشیا سپاہی ان کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور انہیں شہر چھوڑنے نہیں دے رہے ہیں کہ اس طرح وہ شہریوں کو مجاہدین کے خلاف ایک ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، بہرحال مجاہدین روز بروز گردیز کے گرد محاصرہ تنگ کر رہے ہیں اور پہلے اطراف سے گردیز کی حفاظت کمزور کر کے پھر ایک مشترکہ حملہ کرنا چاہتے ہیں جس میں علاقے کے تمام کمانڈر آپس میں متحد و متفق ہیں

افغان ہوابازوں کی مولوی جلال الدینؒ حقانی سے ملاقات

کمانڈروں کی شوریٰ کے مقاصد و اہداف

جناب الحاج جلال الدین "حقانی" نے اپنے دفتر میں افغان ہوابازوں کے ایک گروپ سے ملاقات کے دوران کمانڈروں کی "شوریٰ" کی سرگرمیوں فتح خوست کے بعد رونما ہونے والے حالات، پیش رفت، نیز سیاسی و فوجی امور سے متعلق موضوعات پر تفصیلی بات چیت کی۔

جناب حقانی صاحب نے کہا کہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ اپنی بقا کے آخری دن گن رہی ہے۔ اور اُس میں اب یہ سکت باقی نہیں رہی کہ مجاہدین کے حملوں کا مقابلہ کر سکے لیکن ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ جہادی تنظیمیں آپس میں متحد نہیں اور ایک واحد قیادت کے تحت اپنی سیاسی و فوجی سرگرمیاں انجام دینے کے لیے ایک واحد ادارہ کے مالک نہیں، چنانچہ یہی عمل کابل رژیم کی بقا کی بنیادی سبب سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل و مرحمت سے کمانڈروں کی شوریٰ بڑی حد تک اِس کامیابی سے ہمکنار ہوگئی کہ وہ افغانستان کے مختلف علاقوں کے جیالے اور دلیر کمانڈروں کی ایک کثیر تعداد جنہیں تمام جہادی تنظیموں کی نمائندگی حاصل ہے، کو آپس میں متحد و متفق کرے تاکہ جہادی سرگرمیاں اور کارروائیاں ایک واحد کمانڈ کے تحت انجام پا سکے، چنانچہ خوست کی تاریخی فتح اسی واحد کمانڈ، یکجہتی اور متحدانہ عمل کا نتیجہ ہے۔

جناب الحاج حقانی صاحب نے کہا کہ ہماری مجاہد اور حریّت قوم نے مسلسل بارہ برس نہتے ہاتھوں روس جیسی سُپر پاور طاقت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے اسے شکست فاش سے دوچار کیا مگر تنظیمی اختلافات کی بنیاد پر ہماری مجاہد قوم کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اور افغان قوم کا مقدس جہاد جو کہ کفر و الحاد کے خلاف شروع کر دیا گیا تھا، سیاسی فوجی دونوں محاذ اپنی تنظیمی اختلافات کی وجہ سے متعدد مشکلات کا شکار ہوگیا۔

بعد میں جناب الحاج جلال الدین حقانی صاحب نے شوریٰ کے اہداف مقاصد اور ذمہ داریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

کمانڈروں کی شوریٰ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ افغانستان کے اُن تمام علاقوں میں جو افغان مجاہدین کے اختیار میں ہیں یا مستقبل قریب میں مجاہدین اُن علاقوں پر قبضہ کرنے والے ہیں، مجاہدین کے درمیان اتفاق و یگانگت پیدا کریں اور ان کے درمیانی تنظیمی قومی و علاقائی اختلافات کو

باقی صفحہ ۱۳۳ پر

تجزیہ: سلطان صدیقی

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی تجویز

مجاہدین نے بالاتفاق مسترد کر دی

افغان مسئلے کے حل کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریس ڈی کوئیار کی طرف سے پیش کردہ حالیہ فارمولا مجاہدین کی تمام قابلِ ذکر تنظیموں اور گروپوں نے مسترد کر دیا ہے۔ اکثر افغان راہنماؤں نے اس فارمولے کے بعض نکات کو بہتر قرار دیا ہے مثلاً افغانستان کی مکمل آزادی اور وہاں کے باشندوں کو حقِ خود ارادیت ملنے، ملکی استحکام و سلامتی اور انتخابات کے ذریعے حکومت کا قیام، البتہ اس تجویز کے بعض نکات مثلاً کابل کی کٹھ پتلی نجیب حکومت سے مذاکرات عبوری حکومت میں اس کی نمائندگی اور عام انتخابات میں موجودہ کابل انتظامیہ، حکمران پی ڈی پی اے یا حکمران وطن پارٹی کی شمولیت یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کوئی بھی افغان مجاہد اتفاق نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عبوری افغان حکومت اس میں شامل پارٹیوں عبوری حکومت سے باہر کی پارٹیوں اور تنظیموں و گروپوں اور کمانڈروں کی عمومی شوریٰ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔

اس تجویز کے استرداد کی یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ جن لوگوں کی وجہ سے افغانستان تباہ و برباد ہوا پچاس لاکھ سے زیادہ افراد ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، لاکھوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوئیں۔ بے شمار لوگ معذور اور پندرہ لاکھ شہید ہوئے۔ ملک کا کوئی کونہ فولاد اور آگ کی بارش سے محفوظ نہ رہ سکا۔ شہر ویران، دیہات تباہ اور باغات تاراج ہوئے، عزت و ناموس لوٹی گئی۔ آزادی و حریت چھینی گئی۔ ملکی سلامتی و بقا خطرے میں پڑے۔ ملی حاکمیت اور قومی سلامتی ختم ہوئی۔ ان لوگوں سے کیسے مذاکرات کئے جائیں اور انہیں مستقبل کے کسی فیصلے میں کیوں شریک کیا جائے۔ نیز یہ لوگ افغانستان میں کمیونزم کا فلسفۂ زندگی نافذ کر رہے تھے جس کی مزاحمت کرتے ہوئے افغان عوام نے ایک صحیح اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جہاد فی سبیل اللہ شروع کیا اور کفری نظام کے خلاف لڑے۔

انہی لوگوں کے تحفظ کے لیے روس اپنے تمام تر جدید وسائل کے ساتھ فوجی طور پر براہِ راست افغان عوام پر حملہ آور ہوا۔ افغان عوام نے روسی فوج کا بھی نو سال تک ڈٹ کر بے جگری سے مقابلہ کیا اور عسکری طور پر روس کو شکست فاش دے کر اپنے پاک وطن سے نکلنے پر مجبور کیا۔

یہ لوگ روس کے توسط سے

برسرِ اقتدار آئے - اس کی مسلّط

کردہ ہے اور یہ سارے لوگ

روس کے ایجنٹ اور بہی خواہیں

ایسے میں انہیں مستقبل کی حکومت

میں شامل کرنے کا اس کے سوا

اور کیا مطلب نکلتا ہے کہ روس

کی ایجنٹ حکومت برسرِ اقتدار

لائی جائے۔

اگر یہی کرنا تھا تو پھر اس تیرہ سال سے جاری جہاد کی ضرورت کیا تھی؟ اور پھر اس موجودہ حکومت کو بدلنے کی کوشش ہی کیوں؟

چونکہ اصل مقصد اس پٹھو حکومت کو ختم کر کے آزاد افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک صحیح اسلامی حکومت کا قیام ہی تمام تر جد وجہد کا مقصد و منشا ہے اس لیے ایسے میں کسی ایسی تجویز کو کیسے مانا جا سکتا ہے جس میں ان مقاصد کے خلاف ساری عمر گزارنے اور لڑنے والے لوگ شامل کرنے کی شرط رکھی گئی ہو۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ افغانستان کے مسئلے سے براہِ راست متاثر ہونے والے ممالک پاکستان اور ایران نے بھی افغان مسئلے کے سیاسی حل پر اتفاق رائے کر لیا ہے جبکہ روس اور امریکہ پہلے سے مسئلے کے سیاسی حل پر متفق ہیں - اگرچہ پاکستان افغان مسئلے کے باوقار سیاسی حل کا خواہاں ہے - اور اس مقصد کے لیے وہ کوششیں بھی کرتا رہا ہے۔ تاہم حکومت پاکستان نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ افغان مسئلے کا ایسا سیاسی حل جس کے ذریعے افغان عوام کو ان کا حق خود ارادیت ملے - مہاجرین عزت ووقار کے ساتھ اپنے وطن واپس جا سکیں اور جس پر افغان مجاہدین متحد و متفق ہوں - اس کی حمایت کی جائے گی - اس واضح اعلان کے بعد ان تمام افواہوں اور پروپیگنڈوں کی قلعی کھل جاتی ہے کہ گویا پاکستان افغان مسئلے پر اپنے سابقہ موقف سے ہٹ گیا ہے اور اب وہ اس مسئلے سے جان چھڑانا چاہتا ہے البتہ مسئلے کے باوقار حل کی کوششیں کرنا ایک اچھا اقدام ہے اور تمام آزادی کی خواہش مند اقوام و حکومتوں کو ایسی کوششیں کرنی چاہئیں کہ افغان مسئلہ افغان عوام کی مرضی سے حل ہو - چونکہ امریکہ اور دیگر امدادی اداروں اپنی امداد بند کر چکے ہیں یا بند کر رہے ہیں اور ایسے میں افغان مہاجرین کا سارا بوجھ اکیلے پاکستان کے کندھوں پر پڑ رہا ہے جو پہلے سے روزانہ ایک کروڑ سے زیادہ کا خرچہ اپنے طور پر اٹھا رہا ہے اس لیے اس سے پہلے کہ یہ بوجھ پاکستان کے لیے ناقابلِ برداشت بن جائے افغان مجاہدین کی مرضی کے مطابق کسی ممکنہ حل کی کوششیں کرنا اس کی مزید ذمہ داری بنتا ہے لیکن جیسا کہ پاکستان افغان مجاہدین کی مرضی کے بغیر کسی حل پر کسی کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا افغان مجاہدین کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق بڑھائیں اور متحد ہو کر ایک مشترکہ موقف اختیار کریں تاکہ ایک طرف وہ اندرون ملک متحدہ کارروائیوں کے ذریعے کابل حکومت کا خاتمہ کر سکیں بیرون ملک وہ سیاسی میدان میں بھی بہتر پوزیشن پر آ سکیں اور ساتھ ہی پاکستان بھی اقوام عالم میں بہتر طور پر ان کا مقدمہ لڑ سکے - اور یہی حالات کا تقاضا ہے۔

سید عبداللہ

عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکامات

عید الاضحیٰ مسلمانوں کے لیے سال کے بابرکت اور فضیلت سے بھرے ایام میں سے شمار کیا جاتا ہے ۔یہ ایام امت مسلمہ کے لیے ایک مذہبی تہوار بھی ہے ۔عید کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ سال میں دو مرتبہ آ جاتی ہے ۔عید عود سے لیا جاتا ہے ،عود عربی زبان میں دوبارہ آنے اور عودت کو کہا جاتا ہے ۔عید بھی عود کر دوبارہ آتی ہے ایک عید فطر اور دوسری عید الاضحیٰ ،عید الاضحیٰ منانے سے اس عظیم اور بے مثال قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو اپنے جگر گوشہ حضرت اسماعیل (ذبیح اللہ) علیہ السلام کو ذبح کر کے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان و ابتلاء میں سرخرو و کامیاب ہو کر نکلے تھے ۔اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے فدیہ کے طور پر دنبہ کی شکل میں جانور کی قربانی کو قبول فرماکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان بچالی تھی عید الاضحیٰ در اصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے اس یادگار دن کی یاد تازہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے امتحان و ابتلاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کامیابی کی خوشی کا دن ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت بجالانے سے ہمیں یہ درس و عبرت حاصل ہوتا ہے کہ مسلمان کے زندہ رہنے اور بقاء و سلامتی کا راز قربانی ہی میں مضمر ہے ،جس قوم میں قربانی کا عنصر موجود نہ ہو وہ قوم ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی ،زندگی صرف سانس لینے اور تنفس کا نام نہیں بلکہ زندگی تمام مذہبی اور دینی عقائد و روایات کے زندہ رہنے نافذالعمل ہونے اور اس قوم کی موجودیت کے ساتھ ساتھ مکمل آزادی سے ان کی عادات روایات اور مذہبی تہوار بجالانے اور جاری رہنے کا نام ہے ۔جب تک ایک قوم میں ایثار و قربانی کا جذبہ موجود ہو تب تک اس قوم کی بقاء و موجودیت ناگزیر ہے ،محض ایک قوم کی جسد خاکی پر اس قوم کی زندگی کا اطلاق نہیں ہو سکتا ،چنانچہ ہمارے جیالے اور شہید پرور افغان مسلمان قوم نے سنت ابراہیمیؑ کو زندہ کرنے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جذبۂ قربانی سے سرشار ہو کر اپنے دینی عقائد کے تحفظ اسلام کا بول بالا کرنے اور اپنی اسلامی سرزمین کی آزادی کی خاطر روس جیسے مادی لحاظ سے سپر طاقت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اسے اپنی سرزمین سے نکالنے اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر کے افغانستان سے نکال دیا اور اب پورے اسلامی جذبے کے ساتھ روس کی باقیات نجیب انتظامیہ سے برسرپیکار ہیں تاکہ کٹھ پتلی کابل رژیم کو کرسی اقتدار سے ہٹا کر وہاں مجاہدین کے ہاتھوں مبنی بر عدل و انصاف ایک مکمل اسلامی حکومت قائم ہونے کی راہ ہموار ہو سکے ۔

در حقیقت قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا پرانا خود مذہب یا انسان کی تاریخ ہے انسان نے مختلف ادوار عقیدت و سرسپردگی و جاں نثاری عشق و محبت ،عجز و نیاز ایثار و قربانی اور پرستش و عبدیت کے جو طریقے اختیار کئے اللہ تعالیٰ کی شریعت نے انسانی نفسیات و جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ تمام ہی طریقے اپنی مخصوص اخلاقی اصطلاحات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیئے انسانوں نے اپنے معبودوں کے حضور جان کی قربانیاں بھی پیش کیں اور یہی قربانی کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے ،

اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی اپنے لئے خاص کر لیا اور اپنے سوا ہر ایک کے لئے اس کو قطعاً حرام قرار دیدیا۔

اگرچہ انسانی تاریخ میں سب سے پہلی قربانی آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے۔ قرآن پاک میں اس قربانی کا ذکر ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط .....،،

(سورۃ المائدہ ۲۲ آیت)

اور ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے قبول نہیں ہوئی۔

اس طرح اس کے بعد قربانی کا حکم تمام الٰہی شریعتوں میں ہمیشہ موجود چلا آرہا ہے اور ہر امت کے نظام عبادت میں اسے ایک لازمی چیز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" (سورۃ الحج ۔ ۳۲)

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ وہ ان چوپایوں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔

یعنی قربانی ہر شریعت کے نظام عبادت میں موجود رہی ہے۔ البتہ مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے نبیوں کی شریعتوں میں ان کے حالات کے پیش نظر قربانی کے قاعدے اور تفصیلات جدا جدا رہی ہیں۔

۔اور تمام آسمانی شریعتوں میں یہ بات بنیادی طرز پر مشترک رہی ہے کہ جانور کی قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائے۔ اور اسی کا نام لے کر کی جائے فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا (الحج ۳۶ آیت)

پس ان جانوروں پر اللہ کا نام لو۔

لیکن اس وقت دنیا کے ہر حصے میں مسلمان جو قربانی کرتے ہیں اور ذبح عظیم کا جو منظر پیش ہوتا ہے وہ دراصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہے قرآن میں قربانی کے اس عظیم واقعے کو پیش کر کے اس کو اسلام ایمان اور احسان قرار دیا ہے۔ قربانی دراصل اس عزم ویقین اور سر سپردگی کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب قربان ہونا چاہیئے۔ یہ دراصل اس حقیقت کی علامت اور پیش کش ہے کہ اس کا اشارہ ہوگا۔ تو ہم اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے اسی عہد و پیمان اور سپردگی کا نام ایمان اسلام اور احسان ہے۔

قربانی کی یہ عظیم الشان یادگار دراصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وہ فدیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ہ سے یاد کیا ہے۔ امت مسلمہ پر یہ قربانی رہتی زندگی تک لازم قرار دیا دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس فدیئے کے عوض اسماعیل علیہ السلام کی جان چھڑائی اور اب قیامت تک آنے والے فداکار ٹھیک اسی تاریخ کو دنیا بھر میں جانور قربان کریں اور وفاداری اور جان نثاری کے اس عظیم الشان واقعے یاد تازہ کرتے رہیں۔ قربانی کی یہ سنت جاری کرنے والے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام تھے۔ اس کو تا قیامت قائم رکھنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فداکار ہیں۔

اسلامی شریعت میں قربانی کرنے کے لئے خاص طریقہ اور اس کی سمت کے لئے خاص اصول وضع کئے گئے ہیں۔ جو اس کے بغیر قربانی صحیح نہیں ہوتی اور وہ اصول فقہ کی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے اہم

اصول یہ ہیں۔

۱۔ قربانی امت مسلمہ میں سے اغنیائ پر واجب ہے۔ اگر کسی مسکین شخص نے بھی ارادہ کر لیا اور قربانی کا جانور خرید لیا تو اس پر بھی لازم ہوتا ہے اور اگر اس کا خریدا ہوا جانور گم ہو گیا اور دوسرا خریدا اور اس کے بعد وہ بھی مل گیا تو دونوں کو ذبح کرنا اسی پر لازم ہوتا ہے۔

۲۔ قربانی کا وقت دسواں ذی الحجہ سے بارہواں ذی الحجہ تک صحیح ہوتا ہے

۳۔ قربانی کے جانور اونٹ اونٹنی دنبہ بکرا بکری بھیڑ گائے بیل بھینس اور بھینسا ہیں۔ ان جانوروں کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

۴۔ دنبہ بکرا بکری اور بھیڑ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے ایک سے زائد آدمی اس میں حصہ دار نہیں ہو سکتے۔

۵۔ گائے بھینس اور اونٹ میں سات آدمی مرد ہوں یا عورت شریک ہو سکتے ہیں لیکن سات سے زائد نہیں تاہم اس کے لئے دو شرطیں ہیں پہلی یہ کہ ہر حصے دار کی نیت قربانی کی ہو محض گوشت حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر حصے دار کا حصہ ٹھیک ۷/۱ ہو اس سے کم حصہ دار نہ ہو ان دو شرطوں میں سے کوئی بھی شرط پوری نہ ہو تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ گائے بھینس اونٹ میں سات افراد سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی پانچ چار یا کم و بیش حصے لے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ضروری ہے کہ کوئی حصے دار ساتویں حصے سے کم کا شریک نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی

۶۔ گائے بھینس کی قربانی میں ایک یا ایک سے زائد افراد کے حصے از خود ہی تجویز کر کے قربانی کر لی اور ان افراد کی مرضی اور اجازت نہیں لی۔ تو یہ قربانی صحیح نہیں ہے جن لوگوں کے بھی حصے رکھے جائیں ان کے کہنے سے رکھے جائیں یہ نہیں کہ از خود پہلے حصے تجویز کر کے قربانی کر لی جائے اور حصہ داروں کی مرضی اور اجازت بعد میں حاصل کی جائے۔

۷۔ بکرا بکری دنبہ اور بھیڑ ایک آدمی سے صحیح ہوتا ہے اور یہ جانور جب پورے سال کے ہوں تو ان کی قربانی درست ہے بھینس اور گائے پورے دو سال کے ہو جائیں تو ان کی قربانی درست ہے اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تب قربانی درست ہے۔

۸۔ جس جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ہی ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نکلے ہی نہ ہوں یا نکلے ہوں مگر کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

۹۔ گائے اور بکری اگر حاملہ ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ اگر بچہ زندہ برآمد ہو تو اس کو بھی ذبح کر لینا چاہیئے۔

۱۰۔ جس جانور کے دانت بالکل ہی نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چند دانت گرے ہوں باقی زیادہ دانت موجود ہوں تو اس کی قربانی درست ہے

۱۱۔ جس جانور کے پیدائشی طور پر کان نہیں ہیں یا ہیں تو بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اس کی قربانی درست ہے۔

۱۲۔ اندھے کانے جانور کی قربانی درست نہیں اور اس لنگڑے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جو صرف تین پیروں سے چلتا ہو چوتھا پیر زمین پر رکھا ہی نہ جاتا ہو یا رکھتا ہو لیکن اس پر زور دے کر نہ چلتا ہو صرف تین پیروں کے سہارے چلتا ہو۔ ہاں اگر چوتھا پیر بھی کام کر رہا ہو اور چلنے میں صرف لنگ ہو تو پھر قربانی درست ہے۔

۱۳۔ قربانی صرف اپنی ہی جانب سے واجب ہے نہ بیوی کی طرف سے واجب ہے نہ اولاد کی طرف سے۔

۱۴۔ جس جانور کا کان ایک تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم ایک تہائی سے

زیادہ کٹ گئی ہو اس کی قربانی درست نہیں

۱۵ - دبلے پتلے جانور کی قربانی تو جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ موٹا تازہ صحیح سالم اور خوبصورت جانور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا جائے اور اگر جانور ایسا مریل اور دبلا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ رہ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں

۱۶ - خصی بکرے اور مینڈھے کی قربانی درست ہے، خصی ہونا عیب نہیں ہے۔ بلکہ جانور کو فربہ کرنے کا سبب ہے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی دنبے کی قربانی کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قربانی کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو دنبے سینگوں والے چت کبرے اور خصی ذبح کیئے۔

اغنیاء پر قربانی کرنا واجب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو شخص وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے

۱۷ - شہر اور قصبات کے باشندوں کے لئے نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں تب قربانی کریں، البتہ دیہات کے باشندے نماز فجر کے بعد بھی قربانی کر سکتے ہیں مطلب یہ کہ جہاں نماز عید کو ادا کرنا ہے وہاں کا باشندہ نماز سے پہلے قربانی نہیں کر سکتا۔

۱۸ - مسافر پر قربانی واجب نہیں چاہے وہ غنی کیوں نہ ہو۔

۱۹ - قربانی کرتے وقت نیت کا زبان سے اظہار کرنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں صرف دل کی نیت اور ارادہ قربانی صحیح ہونے کے لئے کافی ہے البتہ زبان سے دعا پڑھنا بہتر ہے۔

۲۰ - اپنی قربانی کا جانور اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، ہاں اگر کسی وجہ سے خود ذبح نہ کر سکے تو کم از کم وہاں موجود ہی رہے اور خواتین بھی اپنی قربانی کا جانور ذبح ہوتے وقت موجود رہیں تو بہتر ہے

۲۱ - گائے بھینس وغیرہ کی قربانی میں کئی افراد شریک ہوں تو گوشت کی تقسیم اندازے سے نہ کریں بلکہ سری پائے اور گردہ کلیجی وغیرہ سب کو شامل کر کے سات حصے بنائیں اور پھر جس کے جتنے حصے ہوں اس کو حساب سے دے دیں

۲۲ - قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اپنے رشتہ داروں اور دوست و احباب میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں بہتر یہی ہے کہ کم از کم ایک تہائی تو غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیں اور باقی اپنے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لئے رکھ لیں لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ ایک تہائی خیرات ہی کیا جائے ایک تہائی سے کم بھی فقیروں اور غریبوں میں بانٹ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

۲۳ - قربانی واجب ہونے کی دو شرطیں ہیں، مقیم ہونا اور غنی ہونا۔

۲۴ - قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو دینا بھی جائز ہے البتہ اجرت میں دینا صحیح نہیں ہے۔

۲۵ - قربانی کی کھال بھی کسی حاجتمند کو خیرات میں دی جا سکتی ہے اور اس کو فروخت کر کے رقم بھی خیرات کی جا سکتی ہے یہ رقم ان لوگوں کو دینا چاہیئے جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

۲۶ - قربانی کی کھال کو اپنے کام میں لانا بھی جائز ہے، مثلاً نماز پڑھنے کے لئے جانماز بنالی جائے یا ڈول وغیرہ بنوا لیا جائے۔

۲۷ - قصاب کو گوشت بنانے کی مزدوری میں گوشت کھال یا رسی وغیرہ نہ دی جائے بلکہ مزدوری الگ سے دی جائے۔ اور جانور کی رسی کھال وغیرہ سب خیرات کر دینی چاہیئے۔

۲۸ - جس شخص پر قربانی واجب ہے

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

روس کی مسلمان ریاستیں آہنی پردے سے نکلنے کے لیے پر تول رہی ہیں

روس رقبے کے لحاظ سے دنیا کی سب سے وسیع سلطنت ہے اور اسے دُنیا کی دوسری طاقتور سلطنت شمار کیا جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ماسکو کی حکومت تاتاری بادشاہوں کی باجگزار تھی اور انہیں خراج ادا کرتی تھی۔ پھر تاریخ نے اپنا ورق اُلٹا۔ وسط ایشیا کے مسلمان زوال اور انتشار کا شکار ہو گئے، اس موقع پر روسی حکمرانوں کی بن آئی اور انہوں نے اپنی توسیع پسندانہ حکمت عملیوں کا آغاز کر دیا۔ دراصل مسلم علاقوں سے نکلنے والی یورینیم کی بدولت ہی روس ایک بڑی طاقت بنا ہے۔ مقبوضہ مسلم علاقوں کے معدنی وسائل کے بغیر "سوشلسٹ دیو" بونا نظر آتا ہے۔

سوویت یونین مندرجہ ذیل سولہ ریاستوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ سائبیریا (یورپی و ایشیائی)
۲۔ یوکرائن ۳۔ سفید روس
۴۔ مالدیویا ۔ ۵۔ اسپٹونیا
۶۔ لیٹویا ۔ ۷۔ لیتھونیا
۸۔ کاریلوفنش۔ ۹۔ آرمینیا
۱۰۔ آذربائیجان ۔ ۱۱۔ جارجیا
۱۲۔ ترکمانستان۔ ۱۳۔ تاجکستان
۱۴۔ ازبکستان ۔ ۱۵۔ کرمیا
۱۶۔ قزاقستان وغیرہ

ان میں آٹھ مسلمانوں کی ریاستوں پر روس قابض ہے۔ جو آج کل سرخ دُنیا کی گھٹن اور آہنی پردہ سے آزاد ہونے کے لئے پر تول رہی ہیں۔ اس وقت روس کی کل آبادی پچیس کروڑ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی آبادی کم از کم چھ کروڑ ہے مسلمانوں کی باہمی کشمکش اور جھگڑوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یکے بعد دیگرے روس مسلم علاقوں پر قابض ہوتا گیا۔

۱۹۶۵ء میں روس نے تاشقند پر قبضہ کیا۔ پھر بخارا اور خیوہ پر تسلط حاصل کیا گیا۔ ۱۸۸۱ء تا ۱۸۸۴ء روسیوں اور ترکمانیوں کے درمیان خوفناک جنگ جاری رہی۔ بالآخر روس قابض ہو گیا۔ یہ قبضہ آسانی سے نہ ہوا۔ اس سے روس کو ایک عظیم لشکر سے ہاتھ دھونے پڑے روسیوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ۱۸۹۷ء میں ترکستان کی ناکام بغاوت کے بعد روسی گورنر نے علاقے کے مولویوں کو جامع مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا پھر انہیں سنگینوں کے سائے میں اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا اور جب وہ زبردستی سجدہ ریز ہوئے، تو یہ گورنر اُن کی گردنوں پر پاؤں رکھتے ہوئے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا گیا روسی وائسرائے جنرل سامولوف نے حکم جاری کیا۔ کہ جب روسی وائسرائے راستے سے گزریں۔ تو ترکستانی لوگ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، گردن خم کر لیں اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔

روس میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے۔ انہیں بیرونی ممالک میں نہیں جانے دیا جاتا۔ اگر جائیں تو ان کی خفیہ جاسوسی ہوتی ہے۔"

(۲) عام طور پر مسلمانوں کو روسی فوج میں بھرتی ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

۳۔ ان پر فیکٹریوں کے دروازے بند ہیں

۴۔ مساجد کو سینما گھروں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے، قرآن حکیم اور عربی زبان کی تعلیم ممنوع ہے۔ اور بعض اوقات اس کی سزا موت سے کم نہیں ہوتی۔

۵۔ اگر کوئی مسلمان بیرونِ ملک دورانِ حج کسی اجنبی سے بات کرے۔ تو اُسے ریکارڈ کر لیا جاتا ہے اور اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

(بحوالہ قاہرہ کا ہفت روزہ "الساعتہ")

روس میں فیکٹریوں کے اندر باہر پولیس کا سخت پہرہ ہوتا ہے، تاکہ مزدوروں کو دَم مارنے کی جرأت نہ ہو سکے، ہڑتال وغیرہ نہ کر سکیں۔ اکثر غیر ملکی ریڈیو سُننے پر پابندی ہے (روس، بھارت، افغانستان میں ایسا ہی ہوتا ہے) بیرونی ممالک کی نشریات سُننا خلافِ قانون ہے۔ سرخ روسی جھنڈے پر ہتھوڑے اور درانتی کا نشان ہے، اور یہ مزدوروں کا محافظ ہونے کا دعویدار ہے

روس میں کوئی شخص آزادانہ کسی ہوٹل میں اپنی مرضی سے قیام نہیں کر سکتا۔ ایک خصوصی دفتر سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔

ڈسپلن۔ اظہار خیال پر پابندی ہے مزدوروں کو ایک ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر کہیں چند مزدور بیٹھے گپ شپ لڑا رہے ہوں اور اوپر سے کوئی روسی آفیسر آجائے۔ تو اُن کے ہوش اُڑ جاتے ہیں،

روسیوں کا یہ اصول ہے کہ نظم و ضبط کے لئے جبر اور سختی ضروری ہے۔

"اتنی بڑی آبادی کو ڈسپلن کے بغیر کنٹرول کرنے کے لئے جبر بنیادی ہتھیار ہے۔" جو لوگ کمیونسٹ پارٹی میں شامل نہ ہوں یا نہ کے جی بی کے رکن بنتے ہوں، تو وہ روس کے مشکوک شہری قرار پاتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ مسلمان بھی ہوں تو انہیں ملک دشمن سمجھا جاتا ہے،

علاوہ ازیں رشوت، جنسی آوارگی بے حیائی، عریانی اور فحاشی انتہائی عروج پر ہے، چوری عام ہے، چور روز روشن میں چوری کرتے ہیں اور پھر پتہ تک نہیں چلتا۔ قرآن حکیم کی خرید و فروخت قانونی طور پر ممنوع ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے لوگ مسلمانوں کے مذہبی تہوار عیدین کو روس کی سلامتی کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں

روس میں سیاسی قیدی اول تو ہوتے ہی نہیں، جو ہوتے ہیں انہیں جیلوں میں نہیں بھیجا جاتا، ان کے لئے کم سے کم سزا یہ ہے کہ وہ زندگی کے باقی ایام سائبیریا میں یورینیم کی کانیں کھودتے گزار دیں

جب ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر روسی حملہ ہوا۔ تو ایک تاجک مسلمان نے کہا، کہ افغان حکمرانوں نے وسط ایشیا کے مسلمانوں کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کی، روس آپ کے ملک میں بڑے بڑے کارخانے اور کشادہ سڑکیں بنوا رہا ہے۔ آخر کیوں؟ اور یہ شعر پڑھا ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود

روسی عوام کو سیاسی معاملات میں ٹانگ اڑانے کی اجازت نہیں ہے، طلبا اور اساتذہ سے رویہ بھی قابل غور ہے غیر ملکی طلبا کو روس میں آزادی حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ وہ سوشلزم کی تعریف کریں اور اپنے ملک کی کمزوریوں کا تذکرہ ضرور کریں۔ اپنے ملک کے حکمرانوں پر تنقید آزادانہ کر سکتے ہیں۔ جو طلبا سوشلزم کے خلاف یا اپنے ملک کی خوبیاں بیان کریں انہیں اس جرم میں ادارے سے خارج کیا جاتا ہے۔ یا پھر مخصوص ٹیکہ لگا کر جسم مفلوج کر دیا جاتا ہے یا پھر آنکھوں میں انجکشن لگا کر بینائی سے ہی محروم کر دیا جاتا ہے۔

روسی طلبا کی بین الاقوامی معلومات صفر ہیں، اکثر طلبا ایران اور افغانستان کو روس کا حصہ سمجھتے ہیں۔ طلبا میں نقل کا رجحان عام ہے، اساتذہ کلاسوں میں نہیں جاتے اور طلبا بھی کلاسوں میں حاضر

نہیں ہوتے۔ البتہ یہ سخت گیر اساتذہ کے پیریڈ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ کمرہ امتحان میں پرچے تقسیم کرنے کے بعد اساتذہ کمرہ امتحان سے باہر نکل جاتے ہیں۔ گپ شپ اُڑاتے ہیں اور طلبأ کتابوں اور کاپیوں سے پرچہ حل کر لیتے ہیں چونکہ طلبأ تعلیم سے عدم دلچسپی لیتے ہیں اس لئے اُنہیں یہ رعایت دی گئی ہے۔ اس عدم دلچسپی کی وجہ سے اساتذہ نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ کسی کو فیل نہیں کریں گے۔

روس میں زیادہ سے زیادہ نمبر ۵ اور کم سے کم ۳ ہیں۔ تین سے کم نمبر لینے والا فیل ہوتا ہے۔ اساتذہ کاپیاں چیک نہیں کرتے۔ بس اتنا ضرور پوچھ لیتے ہیں کہ آیا سب نے ہوم ورک (گھر کا کام) کر لیا ہے؟ طلبأ بیک زبان اقرار کرتے ہیں روس میں اساتذہ کو وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں، کوئی طالب علم استاد سے بگاڑ کر سکول کالج میں نہیں رہ سکتا۔ اساتذہ کی ناراضگی کے نتیجے میں کالج سے اخراج اور قید و بند کی صعوبتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ طلبأ کو اپنی یونین بنانے کی ہرگز اجازت نہیں، کسی بھی مطالبے کے لئے احتجاج، ہڑتال یا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہو جائے، تو ایسے طلبأ کو سازشی اور تخریب کار کہا جاتا ہے اور انہیں نظریہ کا دشمن سمجھا جاتا ہے،

ڈاکٹروں کو پرائیویٹ کلینک یا پریکٹس کی اجازت نہیں ہے، رنج و غم کا سہارا صرف شراب ہے، دروغ گوئی ایک معاشرتی ضرورت ہے روسی حقائق کو مسخ کرنے میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں اور اپنی بات سچ ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں روسی مصنوعات بڑے ناقص معیار کی ہوتی ہیں، اشیائے ضرورت کا قحط رہتا ہے۔ جب کہ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے اتنی مقدار فلاں فلاں چیز کی بیرونی ممالک میں برآمد کی ہے۔ کیونکہ ہم خود کفیل ہو گئے ہیں۔ ناقص چیزوں پہ "عمدہ" کی مہریں لگائی جاتی ہیں،

چنانچہ روسی وزیر اعظم دنیا کو دکھانے کے لئے کہ روس گندم میں خود کفیل ہو گیا ہے۔ گندم کی ایک بڑی مقدار غیر ممالک کو برآمد کر دیتا ہے اور عوام ایک ایک دانے کے لئے محتاج ہیں یہ مزدوروں کی سرخ دنیا ہے۔

کارخانوں اور ملوں میں یہ قانون ہے کہ ہر کارکن کام شروع کرنے سے پندرہ منٹ قبل پہنچ جائے، ایک مخصوص جگہ پر ان کی حاضری لگتی ہے اور گذشتہ روز کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرنی پڑتی ہے، اس کے بعد دن بھر کا کام تفویض کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مزدور مقررہ وقت پر نہ پہنچے تو اس کی سخت جواب طلبی ہوتی ہے۔ جواب طلبی کا مطلب نوکری سے جواب بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بہانہ ہرگز نہیں مانا جاتا ہے کہ گاڑی خراب ہو گئی اور لیٹ ہو گیا۔ جب کہ ذاتی سواری کا حصول روس میں ویسے بھی مشکل امر ہے۔

ایسے عبرت ناک حالات سے پاکستان کے سرخپوش مزدور راہنماؤں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور سرخ جھنڈوں سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ مذہب اسلام نے مزدوروں کو جتنے عظیم الشان حقوق عطا کئے۔ کہیں بھی غیر مہذب معاشرہ میں ان کا تصور کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، دراصل مظاہرے ہڑتالیں اور بے ہنگم جلوس معاشی بدحالی اور قومی نظم و ضبط پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

اقوالِ زرّیں

۱۔ کلام میں نرمی اختیار کرو۔ لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے

۲۔ تلوار کا وار جسم کو زخمی کرتا ہے اور بری بات روح کو گھائل کرتی ہے۔

ترجمہ و تلخیص

افغانستان میں کے، جی، بی، کی تباہ کاریاں

جاسوسی اداروں اکسا، کام، خاد، واد کی تشکیل سرگرمیاں اور جرائم

اس مضمون میں آپ پڑھیں گے کہ!

- — روسیوں نے اپنے جاسوسی ادارے کس طرح سرگرم عمل کر دیے رہیں۔
- — افغانستان میں کے جی بی اپنی سرگرمیاں کس طرح انجام دیتی ہے۔
- — ظاہر شاہ کے دور اقتدار میں کے جی بی کی سرگرمیوں کی نوعیت کیا تھی۔
- — روس میں افغان طلبہ سے متعلق کے جی بی کا رول کیا تھا۔
- — کمیونسٹ پارٹی نے فوج میں کس طریقے سے جذب وجلب کی ذمہ داری انجام دی۔
- — قبائلی علاقوں، پاکستان اور ایران میں "خاد" کی تخریبی کاروائی کس طریقے سے انجام دی جاتی رہیں۔

کے جی بی کا تعارف:

کے جی بی روسی خفیہ پولیس یا جاسوسی ادارے کا نام ہے اور (تحفظ مملکت کمیٹی) کا مفہوم رکھتا ہے۔

(K) کا مطلب (کمیست یا کمیٹی یا کمیون) (جی)، روسی زبان میں گاسو درنتو یعنی مملکت ہے۔ روسی اصطلاح میں جی کا تلفظ (گی) سے ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ سرچشمہ فساد کو (گی، بی) سے تلفظ کرتا ہے۔ اور (بی) یعنی بیزاپاسنستی کا مطلب سیکورٹی یا امن ہوتا ہے، بالآخر اس ادارے کا مخفف (کے جی بی) بنتا ہے۔

۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب اکتوبر نے اس ادارہ کو مزید انسان کش اور خطرناک بنادیا اس وقت یہ ادارہ (چکا) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس کی قیادت "لینن" نے ایک انتہائی ظالم چالباز اور انسان کش "دزرزنسکی" نامی ایک شخص کے سپرد کردی تھی۔ یہ شخص صرف "لینن" کو جوابدہ تھا۔ اور اہم واقعات کی رپورٹ براہ راست "لینن" کو فراہم کرتا تھا۔ اس کے

علاوہ لوگوں پر مظالم ڈھانے اور اذیتیں دینے میں خود مختار تھا۔

جن قوموں نے "لینن" کی قیادت میں ۱۹۱۷ء میں رونما ہونے والی غیر فطری اور غیر انسانی تبدیلی کی مخالفت کی انہیں رجعت پسند، ترقی کے خلاف سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کا ایجنٹ تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جاسوس اور خفیہ پولیس کے اس ادارے نے نام نہاد انقلاب کے مخالفین کو یا تو موت کے گھاٹ اتار دیا اور یا پھر انہیں گرفتار کر کے قید بامشقت اور بیگار کے کاموں میں نہایت ذلیل زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا نیز اس ادارے نے روسی امپراطوری میں اس حد تک خوف و ہراس اور وحشت پھیلا دی کہ اب تک لوگ ایک دوسرے حتیٰ کہ اپنے خاندان کے کسی فرد اور دوست سے کوئی راز کی بات نہیں کر سکتے روسی سامراجی تسلط میں جکڑی ہوئی تمام قوموں کو فطری آزادی سے بہت دور ایک حصار اور چار دیواری میں قیدی بنا کر گھیر لیا گیا ہے۔

روس میں خارجی و داخلی دونوں پالیسیوں کا تعین صرف اور صرف اس ادارے کے اختیار میں ہے صدر، پارٹی کے سیکرٹری جنرل اور دیگر اہم عہدوں کے لیے اشخاص کا تعین بھی اس ادارے کے دائرہ اختیار میں ہے فساد اور آدم کشی کا یہ ادارہ بیرونی ممالک کے لیے مخصوص شعبے رکھتا ہے جو ملک کے اندر اور ملک سے باہر فساد پھیلانے اور دردناک جرائم کی انجام دہی کا خطرناک سرچشمہ بن چکے ہیں۔

یہ دہشت گرد اور وحشت انگیز ادارہ اسلام، مسلمانان افغانستان اور اسلامی سر زمین کی تباہی اور انہیں اپنے زیر تسلط لانے کے لیے کسی بھی شیطانی اور طاغوتی عمل ہتھکنڈے، سازشوں اور کوششوں سے دریغ نہیں کرتا۔

امیر امان اللہ خان کے دور اقتدار میں کے جی بی کا اثر و رسوخ

روسیوں نے جب وسطی ایشیاء میں آزاد اور خود مختار اسلامی ریاستوں کو یکے بعد دیگرے ہڑپ کر کے ان پر اپنے استعماری پنجے مضبوط کر دیئے تب تو افغانستان پر اپنا قبضہ جمانا اور گرم پانیوں کے سمندر تک ان کی رسائی ایک طویل المدت سٹریٹجی میں بدل گئی ویسے تو امان اللہ خان کے دور اقتدار سے پہلے ہی وہ افغانستان میں اپنی سامراجی اور جاسوسی سرگرمیوں کا آغاز کر چکے تھے۔ لیکن امان اللہ خان کے دور حکومت میں سرکاری طور پر کابل میں روسی سیاسی دفتر کا قیام اس بناء پر تھا کہ روس افغانستان میں براہ راست اپنے استعماری اہداف کے حصول کے لیے اپنی سرگرمیاں مزید آگے بڑھا سکے۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ کے جی بی ملک کے اندر اور ملک سے باہر فتنہ برپا کرنے اور اقوام زیر کرنے کے لیے مخصوص شعبے رکھتا ہے۔

چنانچہ اس فتنہ انگیز جاسوسی ادارے کی کارکردگی کے نتیجے میں "لینن" نے مغلستان (منگولیا) پر روسی افواج کی چڑھائی کا حکم دے کر اس ملک پر قبضہ جما لیا اسی طرح روسی وحشی افواج نے حملہ کر کے اسے ہڑپ کر دیا جو ابھی تک روسی سامراج کے زیر تسلط ہے۔

جب نا عاقبت اندیش امیر امان اللہ خان افغان مسلمان عوام کی مرضی و روایات کے خلاف بعض باتوں کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تو اس کے دور اقتدار کے ختم ہونے کے بعد سے شاہ ظاہر شاہ کے دور حکومت تک اس نامناسب ناسازگار فضاء اور نامساعد حالات کو سنہری موقع سمجھتے ہوئے اس سے خوب فائدہ اٹھا کر کے جی بی نے افغانستان میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے اور وہاں اپنے ایجنٹوں کی تربیت کے لیے اپنی سرگرمیوں کو دوام دیا۔

(جاری)

حرّیتِ افغان اور عالم

احمد حسیب قیصر (پٹاک) لاہور

حرّیتِ افغان نے توڑا بزمِ عالم کا سکوت
ورطۂ حیرت زمین و آسمان ہو جائے گا

حمیّتِ ایمان ہوں ؛ غارتگرِ باطل ہوں میں
جذبۂ جنگِ بدر پھر سے جواں ہو جائے گا

بے خطر لڑ جائیں گے ہم لشکرِ کفّار سے
آج پھر مشکل بہت ضبطِ ایماں ہو جائے گا

تاریخ دہرانے لگی ہے واقعۂ سومنات
سر پٹیا مل کے گلے کارِ بتاں ہو جائے گا

ایک ہی منزل ہے اپنی ایک مقصد زندگی
بیت المقدس پر جمع پھر کارواں ہو جائے گا

اسلام نے تجھ کو دیا ہے اِک اخوّت کا درس
اب کُلُّ مُؤمِنُ اِخوۃٌ وردِ زباں ہو جائے گا

تو نے دشمن کی کمر ضربِ ایماں سے توڑ دی
اے مردِ افغانی ؛ جہاں میں جاوداں ہو جائے گا

افغانستان سے اُٹھی ہے بیداری کی لہر
اک شاعرِ اسلام بھی رنگین بیاں ہو جائے گا

"اگر افغانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے"
ضبطِ فغاں پھر عزم کا کوہِ گراں ہو جائے گا

مسلماں کو مسلماں کر دیا خونِ شہیداں نے
یہ قافلہ اب سوئے منزل پھر رواں ہو جائے گا

توڑ ڈالے گا مسلماں آج وطنیت کا بُت
عالمِ اسلام ؛ حرم کا پاسباں ہو جائے گا

" اک ہوئے مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
سر بکف افغان میرِ کارواں ہو جائے گا

غیرت مند افغانی لڑیں گے حرم کی خاطر
تو اسرائیل کو مرگِ ناگہاں ہو جائے گا

اسلام کا مستقبل

قبلۂ اوّل کو حاصل ہو گی زنداں سے نجات
جب غیرتِ ایماں اچھل کر بے کراں ہو جائے گا

نفرتوں کی میل دھو ڈالیں گے ایران و عراق
القدس کے واسطے تسلیم جاں ہو جائے گا

کس طرح رنگ لائے گا یارو شہیدوں کا لہو
حریتِ افغاں اک آتش فشاں ہو جائے گا

دشمنی کی لاج رکھتے ہیں افغانی جنگجو
روس کی لشکر کشی کا امتحاں ہو جائے گا

دیدنی ہے کس قدر نظارۂ فردا اے دل
وہ اشتراکی دیکھ اب ماتم کناں ہو جائے گا

ماسکو کے طرب خانے میں مچی ہے کھلبلی
وہ فلسفہ لینن کا مغلوبِ جہاں ہو جائے گا

جامِ شہادت کیلئے میں کس قدر بے چین ہوں
بار آور یہ مرا عزم نہاں ہو جائے گا

حریتِ افغان سے آزاد ہوں گے یہ وطن
تم دیکھنا کچھ اور ہی رنگِ جہاں ہو جائے گا

سمرقند و بخارا کا مسلماں جاگ اٹھا ہے
قبرص میں فلسطینی جرأت نشاں ہو جائے گا

قرطبہ میں ہم سنیں گے پھر اذاں کی بازگشت
اور زینتِ محراب پھر پیرِ مغاں ہو جائے گا

اندلس کی سرزمیں پر جب رکے گا قافلہ
محو حیرت ایکدم تاریخ داں ہو جائے گا

ملّتِ اسلام ہو گی بر سرِ پیکار جب
اک شاعرِ اسلام کو آرام جاں ہو جائے گا

ابو سبحان صدیقی

بھارت کی بھلائی کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے میں ہے

بھارت قابض حکام کی طرف سے کشمیری حریت پسندوں کی جدو جہد آزادی ناکام بنانے اور مظلوم کشمیری مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے سلسلے میں جو فوجی کارروائیاں ہو رہی ہیں. اس کے ساتھ ساتھ اب تحریک مزاحمت کو کچلنے کے لیے فوجی قوت اور وحشیانہ مظالم کے علاوہ روپوں پیسوں کی ترغیب کا نیا ہتھیار استعمال کرنا بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

اٹد انس افغان پریس کی ایک رپورٹ کے مطابق جموں ریجن کے مسلم اکثریتی ضلع ڈوڈا میں کسانوں کو "قرضے" دینے کے لیے دس کروڑ سے زائد رقم منظور کی ہے جو "زراعت کی ترقی" کے لیے دیئے جائیں گے، بھارت نے کشمیری حریت پسندوں کے خلاف اس حربے کے علاوہ نفسیاتی جنگ کا منصوبہ بھی ترتیب دیا ہے۔ اور حریت پسندوں کے مقابلے میں مقامی ہندوؤں کو سامنے لانے کی پالیسی کے ضمن میں مزید اقدامات کئے ہیں اور اس سلسلے میں قابض بھارتی حکام نے صوبہ جموں کے ہندوؤں اکثریتی ضلع کھٹوعہ میں "وار میموریل" بنانے کا اعلان کر دیا ہے یہ جنگی یادگار ضلعی صدر مقام کھٹوعہ میں تعمیر کی جائے گی اور اس پر پاکستان اور ہندوستان کی گذشتہ تین جنگوں میں کام آنے والے ہندوستانی فوجیوں کے نام کندہ ہوں گے، اطلاعات کے مطابق قابض بھارتی حکام کا یہ اعلان نفسیاتی جنگ کا یہ حصہ ہے، جس کے ذریعے وہ برسر پیکار کشمیری مجاہدین کے مقابلے میں اپنے فوجیوں کا گرتا ہوا مورال قائم رکھنا چاہتے ہیں اور انہیں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مقامی آبادی کا ایک حصہ ان کے ساتھ ہے۔

کشمیری مسلمانوں کی تحریک مزاحمت کی شدت کے خطرے کے پیش نظر سرینگر کی طرح جموں میں بھی قابض بھارتی حکام نے مسلمان پولیس ملازمین کی چھانٹی شروع کر دی ہے. جبکہ علاقے میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ سکھوں کی پکڑ دھکڑ بھی شروع کر دی ہے اور نہام نہاد انسداد دہشت گردی قوانین کی آڑ میں اندھا دھند گرفتاریاں کر رہے ہیں۔

بھارتی درندہ فوجیوں نے مسلمان خواتین کی بے عزتی اور بے حرمتی کا مزہ چکھنے کے بعد وادی میں غیر ملکی اور ہندو عورتوں کی عصمت دری بھی شروع کر دی ہے،

ایجنسی افغان پریس کی ایک رپورٹ کے مطابق قابض بھارتی فوج کے کمانڈو دستے "بلیک کیٹ" اب مسلم خواتین کے علاوہ ہندو عورتوں کی بھی عصمت دری کر رہے ہیں، جبکہ کشمیر کی سیاحت پر آئی ہوئی غیر ملکی خواتین وحشیانہ کارروائیوں کا نشانہ بن رہی ہیں. رپورٹ کے مطابق کینیڈا سے آنے والی خاتون کو "بلیک کیٹ" کمانڈو کے دو افسروں نے تفتیش کے بہانے

اپنے ساتھ لے گئے اور مجرمانہ حملے کے بعد دیگر افسروں کے حوالے کر دیا، رات بھر دس افراد نے اسے ہوس کا نشانہ بنایا اسی طرح سری نگر کے علاقہ چھ کدل میں دو ہندو پنڈت عورتیں بلیک کیٹ" کمانڈوز کے ہتھے چڑھ گئیں جن کی نو کمانڈوز عصمت دری کرتے رہے۔

مسلم خواتین پر بھارتی بلیک کیٹ" کمانڈو کی طرف سے مجرمانہ حملوں اور عصمت دریوں و مظالم کے بارے میں مشرقی پنجاب کی تنظیم حقوقِ انسانی کے چار ارکان، جسٹس ریٹائرڈ اے ایس بین، میجر جنرل ریٹائرڈ نریندر سنگھ، ڈاکٹر سکھجیت کور گل اور بلونت سنگھ ایڈوکیٹ پر مشتمل وفد کی تیار کردہ ساٹھ صفحوں کی رپورٹ جو "کشمیر محاصرے میں" کے عنوان سے شائع کر دیا گیا ہے، میں بھی بڑی تفصیل سے کہا گیا ہے، اس رپورٹ کے مطابق ہندواڑہ میں ہندو فوجیوں نے گھر کے مردوں اور خواتین کے سامنے ایک نوجوان لڑکی کی اجتماعی عصمت دری کی وہ گھر میں عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی کہ فوجی گھر میں گھس آئے، گھر کے تمام افراد کو باندھ ڈالا اور ان کی موجودگی میں ایک ایک کر کے اس کی عصمت دری کرتے رہے۔ وہ لڑکی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی اور اس کا رشتے کا بھائی اس دن سے گھر سے غائب ہے، اسی قصبے میں ایک اور لڑکی کی عزت لوٹی گئی، اس کی دوسری بہن نے دوسری منزل سے چھلانگ مار کر اپنی عزت بچائی، لیکن اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ رپورٹ کے مطابق چھتر میں دو عورتوں کو بالکل عریاں کر کے سرِ راہ دوڑایا گیا۔ کھانے پورہ میں چار عورتوں نے بالائی منزل کی کھڑکی سے چھلانگ لگا کر اپنی عصمت کی حفاظت میں جان دے دی۔

ہیومن رائٹس موونٹ، انڈین پیپلز یونین فار سول لبرٹیز، تنظیم حقوقِ انسانی اور کشمیر کمیٹی کے جن ارکان نے مختلف چار وفود میں وادی کا دورہ کر کے رپورٹیں تیار کی ہیں۔ ان میں ایک کے سوا تمام کے تمام ارکان غیر مسلموں پر مشتمل ہیں، کشمیر کمیٹی کی چار خواتین پر مشتمل وفد نے عورتوں کی شکایات کے بارے میں اپنے طور پر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حفاظتی دستوں کے مظالم کا خواتین بطورِ خاص نشانہ بنائی گئی تھیں اور عورتوں پر مظالم ڈھانے کا ایک مخصوص طریقہ کار اپنایا گیا تھا، حالات و واقعات کی روشنی میں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں پر مظالم پہلے سے تیار کئے گئے منصوبوں کے مطابق روا رکھے جاتے ہیں۔

ان رپورٹوں کی بنا پر سری نگر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے بھارتی حکمرانوں پر کشمیریوں کی نسل کشی کے الزام میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے کہ یہ مقدمہ چلتا ہے یا نہیں چلتا، تاہم آزادی کی تحریکوں پر ایسے حالات آتے ہیں اور انہیں ایسے واقعات سے گزرنا پڑتا ہے اور ایسے واقعات سے آزادی کی تحریکوں میں کمزوری کی بجائے شدت ہی آتی ہے، کیونکہ خون پھر خون ہے

گرتا ہے تو جم جاتا ہے

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

اس سے قبل کہ کشمیری مسلمانوں کی تحریکِ مزاحمت کے نتیجے میں مقبوضہ کشمیر بھارتی قبضے سے آزاد ہو جائے اور بھارت منتشر ہو کر ٹکڑوں میں بٹ جائے بھارتی راہنماؤں اور حکمرانوں کو حقیقت کا ادراک کرنا چاہیئے اور کشمیری عوام کو ان کا حق خود ارادیت دے دینا چاہیئے، اسی میں باقی ہندوستان کی بھلائی پوشیدہ ہے ۔

نامِ پاک اُن کا ہو لبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے

ارضِ دل سے اُٹھے نوائے درود
گونج اس کی فلک فلک جائے

لینن کی نک کٹی مجسمہ اور بے ناک کمیونسٹ نظام

انسانی جسم کے خدوخال کو دیکھ کر انسان خود ہی اپنے خالق کے تخلیق کی مدح سرائی کرنے لگتا ہے۔ جسم کے اعضاء کی بناوٹ و ساخت بذات خود ایک نادر نمونۂ قدرت ہے۔ سرتاپا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بنانے والے نے کافی سوچ و بچار کے بعد ہی انسان کو ایسا مجسم پیکر بنایا ہے جو انسانی ماحول کی تمام ضروریات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

مناظر کو دیکھنے کے لئے آنکھیں، اُن تک جانے کے لئے پاؤں، ارادے کے لئے ذہن، سرور کے لئے دل، نغموں کے لئے کان، خوشبوؤں کے لئے ناک، اظہار کے لئے منہ، کسب و کام کے لئے ہاتھ، غرض جتنی وسعت سوچ کو ملتی رہتی ہے اُتنی ہی انسانی زندگی پر قدرت کی مہربانیوں کا ادراک ہوتا ہے، پھر جسم انسانی میں مختلف اعضاء ہیں، ہر عضو کی اپنی خصوصیت اور افادیت ہے، کوئی عضو دوسرے عضو کا بدل نہیں بن سکتا۔ ہر ایک اپنی جگہ پر فعال رہے تو انسان مکمل اور مطمئن ہوتا ہے، کوئی کمی ہو تو معذوری بن جاتی ہے کوئی اضافہ ہو تو وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ ہر عضو دوسرے سے منسلک ہو کر ہی جسم انسانی کو فعال رکھتا ہے، آج کے ان سطور میں ہم دوسرے اعضاء کو ایک طرف رکھ کر صرف ناک پر ہی گفتگو کریں گے ویسے جہاں تک میرا خیال ہے تمام انسانی جسم کا دارومدار ناک پر ہے۔ پاؤں نہ ہو، ہاتھ نہ ہو، آنکھیں، زبان اور کان کام نہ کریں تو تب بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے، دل کی جہاں تک بات ہے تو وہ بھی سانسوں کی تال پر اُچھلتا کودتا ہے اور سانسوں کا رشتہ تو بہرحال ناک ہی سے ہیں اور اگر تمام اعضاء بہرحال رہے اور ناک اپنے فرائض چھوڑ دیں تو سارا نظام درہم برہم ہو جائیں، اسی لئے تو ناک کو لوگ اتنی عزت دیتے ہیں بلکہ ناک ہی عزت کا دوسرا نام ہے۔ انسان اپنی تمام کاوشیں صرف اور صرف اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے کام میں لاتا ہے۔ ناک کو برقرار رکھنا ہے زندگی باعزت گزارنے کا نام ہے۔ ناک نہ ہو تو کچھ بھی نہیں، اسلئے ہی تو ناک کٹ جانے کو عام زبان میں عزت برباد ہونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ ناک خواہ ایک فرد کی ہو یا پوری قوم کی یا کسی نظریئے یا عقیدے کی ناک بہرحال ناک ہے اور جس فرد یا قوم، نظریئے یا عقیدے کی سرے سے ناک ہی کٹ جائے تو پھر اس کا اللہ ہی حافظ۔

سن اکاسی کا سپر پاور اور سن اکانوے کا صفر پاور روس بھی اُن بدنصیبوں میں شمار ہوتا ہے جن کی ناک سرِ عام کٹ گئی ہو روس کی ناک دوہری کٹ چکی ہے ایک ناک جس کو سیاستِ عالم کی ناک کہتے ہیں اور جس کے بل بوتے پر روس نے مشرق اور مغرب میں اپنا سکہ جما رکھا تھا۔ یہ وہی ناک تھی جس کی طاقت روس نے پولینڈ اور ہنگری میں دیکھنے کو مہیا کی تھی۔ اسی سیاسی ناک کو رومانیہ اور مشرقی جرمنی کے عوام نے دیکھا تھا۔ اس ناک کے سامنے بڑے بڑے سورما جھکے، کئی ممالک اس کے زیرِ عتاب آگئے۔

روس کی سیاسی عزت اور ناک بزورِ شمشیر بڑھتی ہی رہی۔ اس کے عالمی مخالفین اور حریفوں کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں روس کی بڑھتی اور بلند ہوتی ناک اُن کو ناکوں چنے چبوانے پر مجبور نہ کر دے۔ اُن کو کوئی ایسی ترکیب نہیں سوجھ رہی تھی کہ کس طرح روس کے منہ زور سوز کی ناک میں نکیل ڈال کر

قابو کر سکے. اور جب روس نے جنوبی ایشیا کا رخ کیا اور افغانستان میں داخل ہو گیا اور پوری طرح قدم جمانے کی کوششوں میں مصروف ہوا، تو عالم مغرب پر کپکپی طاری ہو گئی. کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ افغانستان جیسا پسماندہ ملک کہاں اتنی بڑی طاقت کا مقابلہ کر سکے گا اور روس ایک دو ہفتوں میں طورخم پار کر کے پاکستان کو تاراج کر کے بحر ہند اور خلیج فارس پر قبضہ کرے گا اور جو روس چاہے گا وہی ہو گا. ساری دنیا اُس کے سامنے ناک کی لکیریں کھینچتی نظر آئے گی. جاپان ہو کہ فرانس، امریکہ بہادر ہو کہ برطانیہ عظیم غرض سب اُس کے در کے سوالی بن جائیں گے انہی خدشات اور اندیشوں میں غرقاب مغربی پریس افغانستان کے اندرونی حالات پر نظر رکھی ہوئی تھی، روس آیا اور چھا گیا. یہ وہ فلسفہ تھا جو روس کے متعلق مشہور تھا، روس جہاں گیا وہاں سے کبھی نہ پلٹا یہ وہ مقولہ تھا جو بر زبانِ خاص و عام تھا. لیکن افغانستان کی آب و ہوا روس کو راس نہ آئی. یہاں آکر روس کو اُن تمام مشکلات اور مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا. جس کا یہاں آنے سے پہلے تصور بھی وہ نہیں کر پایا ہو گا، مزاحمت بڑھتی گئی. ظلم بڑھتا گیا، خون بہتا رہا اور پھر خون جم گیا اور ظلم مٹنے لگا. کیونکہ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جائے گا. خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جاتا ہے.

روس کی بڑھتی ہوئی سیاسی اور فوجی ناک افغان مجاہدین نے اپنی شمشیر ایمانی سے کاٹ کر رکھ دی. نہ صرف ناک کاٹ دی بلکہ پورا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور بے چارہ روس اپنا بگڑا ہوا ناک نقشہ چھپاتے ہوئے ماسکو میں گوشہ گمنامی ڈھونڈ رہا ہے، آج روس کی جو اتنی ناقدری ہے، آج روس جتنا ذلیل و خوار ہے، اُس کی سیاسی امیج جو اتنا گرا ہوا ہے، اُس کی ناک نہ ہونے سے اُس کا چہرہ بڑا عبرتناک نظر آرہا ہے خطرناک اور دہشت ناک روس کی جب سے افغانستان میں ناک کٹ گئی ہے تب سے وہ دیدہ عبرت نگاہ بنا ہوا ہے روس کی اس ناک کٹائی میں بڑا ہاتھ افغان مجاہدین کا ہے، جس کا اعتراف خود حاکمانِ روس نے یہ کہہ کر کیا ہے کہ ہم نے افغانستان میں مداخلت کر کے سنگین غلطی کا ارتکاب کیا ہے.

روس کی سیاسی اور فوجی تباہی اور بدنامی کے بعد ایک اور ضرب اُس کے معاشی اور اندرونی حالات پر پڑا. جب افغانستان سے روس بے نوا ہو کر چلا گیا تو اُن دیگر ممالک کے عوام میں بھی جذبہ حریت بیدار ہوا اور وہ خود کو اس چنگل سے چھڑانے لگے روس کے اندر بھی شورشیں برپا ہو گئیں روسی عوام بوسیدہ اشتراکی نظام کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کرنے لگے. وہی اشتراکی نظام بہ عرف عام کمیونزم جس کے نام پر تمام روس کا انحصار تھا. جس کے بانی لینن اور مارکس تھے، آج اُسی لینن اور مارکس کے مجسموں پر روسی عوام تھوکتے ہیں، لینن کے مجسمے پر سنگ باری کرتے ہوئے ایک نوجوان نے اُس کی ناک توڑ دی، اس جرم کی پاداش میں وہ نوجوان پابند سلاسل ہو گیا. اب اُن بے چارے سپاہیوں کو کون سمجھائے کہ لینن کی ناک توڑ ڈالنے سے زیادہ بڑا جرم تو خود اُن کے صدر مسٹر گورباچوف نے کیا ہے. جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے کمیونزم کی عظمت کو گھٹا دیا، جس نے پرسٹرائیکا کے تحت اصلاحات نافذ کر کے کمیونزم کو شجر ممنوعہ قرار دیا. مسٹر گورباچوف ہی نے عوام کو اظہار رائے کی آزادی دے کر کئی ریاستوں ایسٹونیا لتویہ، جارجیہ اور لیتھونیا سے دست برداری کا اعلان کر دیا. اگر یہی عمل جاری رہا تو گورباچوف کو اپنے محل سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے. کیونکہ ہو سکتا ہے وہ بھی کسی کا پرانا آبائی محل ہو جسے اشتراکیوں نے قبضہ کیا ہوا ہو.

آج روسی صدر کسی فقیر بابے کی طرح جاپان اور کوریا سے مالی تعاون کی بھیک مانگ رہا

ہے۔ کیا عجیب گردشیں زمانہ ہے، یہی روس تھا جس نے دنیا کو کمیونزم کے نام پر روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ دیا تھا۔ آج اسی روس کے عوام روٹی کے ایک ایک ٹکڑے، کپڑے کی ایک ایک تھان اور سر چھپانے کے لئے ایک ایک چھت کی تلاش میں ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام ناکام ہوا تو کمیونزم نے اُس کی جگہ لی۔ آج دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ کمیونزم بھی کسی مرض کی دوا نہیں۔

○ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دُعا کی

یہ تو خود لوگوں کے لئے رستا ہوا ناسور بنا ہوا ہے۔ کمیونزم کے نام کو اب زبان پہ لانے والے لوگ نہیں ملتے۔ اپنے آپ کو کامریڈ کہنے والے بغلیں جھانک رہے ہیں ترقی پسندی کا شوشہ چھوڑنے والے خود ترقی کی صفی سے بے خبر ہیں۔ اوروں کو رجعت پسند اور بنیاد پرست کہنے والوں کی اب اپنی کوئی جائے رجوع اور بنیاد نہیں

کہتے ہیں کہ کسی روسی رہنما نے ایک زمانے میں ایک پاگل خانے کا دورہ کیا۔ تو سب پاگل کمیونزم زندہ باد اور لینن زندہ باد کے نعرے لگانے لگے، روسی رہنما بہت خوش ہوئے۔ لیکن اس دوران اُس کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جو خاموش کھڑا تھا۔ روسی رہنما نے اُس سے دریافت کیا تم کیوں کمیونزم زندہ باد نہیں کہتے۔ اُس آدمی نے جواب دیا۔

"جناب میں اس پاگل خانے کا انچارج ہوں۔ میں کوئی پاگل تو نہیں" آج ہمیں بھی معلوم ہوا کہ کمیونزم زندہ باد کہنے والے واقعی پاگل ہوتے ہیں۔

مسٹر گورباچوف نے ریفرنڈم کرا کر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ روس اب کھلی طور پر کمیونزم کے غیر جمہوری جال سے نکل چکا ہے۔ اور روس جمہوریت کی جانب گامزن ہونے والا ہے۔ چلو کوئی بات نہیں دیر آید درست آید۔

پچھلے دنوں جب افغان مجاہدین کے متحدہ کارروائی کے نتیجے میں سرحدی شہر خوست فتح ہو گیا، تو اوروں کی طرح روسی وزیر خارجہ نے بھی اس کو شدت سے محسوس کیا۔ جو لوگ فتح خوست کی اہمیت کو کم کرنے اور اُسے دوسرا رنگ دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ وہ کلی طور پر احمقوں کی جنت میں رہائش پذیر ہیں روسی وزیر خارجہ کا یہ بیان نہایت ہی اہمیت کا قابل ہے، انہوں نے اقوام متحدہ سے درخواست کی ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسئلہ افغانستان کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیا جائے۔ اور ساتھ ہی اُنہوں نے اس امر کی جانب اقوام متحدہ کی توجہ مبذول کرائی ہے کہ اگر اسی طرح افغان مسئلہ شدت اختیار کرتا گیا تو حالات اور بھی سنگین صورت اختیار کر لیں گے روس وزیر خارجہ صحیح معنوں میں نجیب کا خیر خواہ ہے۔ کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے موقع پر افغان مجاہدین کو باتوں میں مشغول کر کے اُنہیں جہاد سے نہ روکا تو وہ دن دور نہیں جب خوست کی طرح کابل بھی مجاہدین کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور پھر نجیب بھی گورباچوف کی طرح سوالی بن جائے گا۔ فرق فقط اتنا ہو گا کہ گورباچوف مالی بھیک مانگ رہا ہے اور نجیب جانی خیرات طلب کرے گا۔ تب نہ گورباچوف کو مالی بھیک ملے گی اور نہ نجیب کو خیراتِ جان نصیب ہو گا۔

کیونکہ اُن کے پچھلے کرتوت ایسے نہیں کہ اُن پر رحم کی جائے۔ اگرچہ اُن کی ناک بھی کٹی ہوئی ہے۔ نہ صرف اُن کی بلکہ وہ جس نظریئے کے پجاری ہیں وہ نظریہ بھی خاک میں مل گیا ہے۔ لیکن زمانہ اتنا عیار ہو گیا ہے کہ فقیر بھی اپنے جسمانی اعضاء بگاڑ کر مخیر حضرات کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں مصروف ہوتے ہیں، اب دیکھتے ہیں۔ گورباچوف اور نجیب کمیونزم کی کٹی ہوئی ناک کا فائدہ اُٹھاتے ہیں یا

!!!!

تبصرۂ کتب

تحریر: الحاج ننگیال
ترجمہ: سیّد عبداللہ

کہساروں کی آگ

جہادِ افغانستان کے حوالے سے پہلا مکمل ناول

"کہساروں کی آگ" اس ناول کا نام ہے جسے پاکستان کے ممتاز جواں سال اور ممتاز صحافی و ادیب جناب طارق اسمٰعیل ساگر نے لکھا ہے اور مارچ ۱۹۸۹ء میں چھپا ہے۔ ۳۱۸ صفحات اور ۲۳ حصوں پر مشتمل یہ کتاب نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر طریقے سے طبع کیا گیا ہے۔

"کہساروں کی آگ" جہادِ افغانستان کے حوالے سے اردو زبان میں شائع ہونے والا پہلا مکمل ناول ہے جس میں جہادِ افغانستان روسی استعمار کے خلاف افغانوں کی قربانیوں اور کوششوں کو ایک اچھے پیرائے میں تسلسل کے ساتھ بیان کرکے معیاری ناول کی صورت میں اکٹھا کیا گیا ہے۔

"کہساروں کی آگ" دراصل مجاہد اور جیالے افغان قوم کی زندگی، جدوجہد قربانیوں، آنسوؤں، آہ و فریاد، قہرسامانیوں، راسخ ارادوں اور تاریخ ساز مقاومت و مزاحمت کی نقش و عکاسی ہے جسے جناب طارق اسمٰعیل ساگر صرف افغانوں سے منسلک و مربوط نہیں سمجھتا بلکہ اسے تمام انسانیت اور عالمِ اسلام کے لیے قربانی و جدوجہد سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر ناول کی تمہید میں لکھتے ہیں:

"چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، پولینڈ، اور ہنگری کے بعد روس نے افغانستان پر فوجی یلغار کی۔ روس نے دنیا کو مسخر کرنے کی خاطر اکثر ملکوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ لیکن شاید روس یہ بھول گیا ہو کہ افغان قوم اپنی تاریخ کو ہرگز بھول نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ روس اپنے گھناؤنے استعماری عزائم کے پیشِ نظر اپنے تجاوز کی بنا پر آجکل ایک ایسی دلدل میں پھنس چکا ہے جو فارسی کی اس ضرب المثل کہ (نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن) کی حالت سے روبرو ہے۔

روس نے افغانستان پر فوجی تجاوز کیا لیکن میرا یقین ہے کہ روس کو اس سے بڑھ کر کئی گنا قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

تصویر کا دوسرا رخ جو بڑا خطرناک اور دکھ درد سے بھرا ہے وہ یہ ہے کہ

اگر روس نے سرحد سے قدم آگے بڑھا کر پاکستان کی طرف پھیلا دیا اور کمیونزم کے سیلاب نے افغانستان کے کہساروں کو عبور کر کے اس طرف بہنا شروع کر دیا تو پھر اس ہموار علاقوں اور صحراؤں میں اس خونین سیلاب کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔

جناب ساگر صاحب لکھتے ہیں:

موجودہ حالات کا اہم اور حساس سوال یہ ہے کہ افغان قوم کی اس عظیم جدوجہد کی داستان کو لوگوں سے کیوں مخفی رکھا گیا ہے اور یہی نکتہ ہماری قومی بے دردی کا واضح ثبوت ہے۔ جب کہ یہی مظلوم اور بے سہارا قوم بے دم ہونے کے باوجود اپنے مضبوط اور راسخ ارادے کی بنا پر بلند پہاڑوں کی طرح گردن کشا اور تمام دنیا میں حریت پسندوں کے لیے ایک نشان اور سمبل کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

دنیا کے تمام حریت پسندوں کی نظریں اسی جیالے قوم کے جہاد اور مقاومت و مزاحمت پر لگی ہوئی ہیں اور اسی جہاد کے نتائج سے مستقبل کی تاریخ وابستہ ہے۔

(کہساروں کی آگ) دراصل نبردوں کی آگ کی داستان ہے جسے میں اپنی عقیدت کی رو سے افغان مجاہد قوم کو تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہوں - اور آج دیکھا جا رہا ہے کہ افغانوں کی قربانیوں اور کارناموں کی برکت کے طفیل مشرقی یورپ میں کمیونزم کی وحشت و استبداد کی بیڑیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ روئے زمین سے کمیونزم کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔

جناب طارق اسمٰعیل ساگر کی پیش گوئی واقعتاً آج سب کے سامنے ہے۔ سچی بات ہے کہ روس نے افغانستان پر اپنی یلغار کی قیمت بہت بڑی اور اپنے وجود کو داؤ پر لگانے کی شکل میں ادا کی ہے۔

ناول کی منظر کشی ایک اچھے اور دلچسپ پیرائے میں کی گئی ہے، ناول میں ہر کسی کا مقام اور حیثیت ان کے حال کے مطابق تمثیل کیا گیا ہے۔ وہ اگر "خاد" کے روسی منتقدی بریگیڈیئر اور ان کی وحشیانہ سرگرمیاں ہوں یا اگر داخل مزدور کرنل آر خان کی زندگی ہو جو روسی افسروں کے کمانڈ کے تحت بسر کر رہا ہے۔ وہ اگر جاسوسی کا خفیہ ادارہ خاد کی ظالمانہ و وحشیانہ تحقیقاتی عمل ہو یا جیلوں میں قیدیوں کی مظلومیت مجاہدین کی دلیری و شجاعت کے کارنامے ہوں یا جہاد و مقاومت کے ناقابل فراموش واقعات ان سب کو ایسی شکل و صورت و انداز میں نچوڑ کر جمع کر لیا گیا ہے کہ گویا وہ خود ابھی ان تمام مناظر گڑبڑی اور رونگٹے کھڑے کرنے والے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جناب طارق اسمٰعیل پاکستان کے مشہور صحافی اور ناول نگار ہیں۔ ان کے ناول افغانستان اور کشمیری حریت پسندوں کی مبارزات و جدوجہد کی ترجمانی کر رہے ہیں - انہوں نے کم وقت اور تھوڑی عمر میں بے شمار کتابیں لکھ کر شائع کی ہیں۔

"کہساروں کی آگ" کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ خود بہ نفس نفیس افغانستان جا کر مجاہدین کی زبانی ان کے واقعات اور یادگاریں فلمبند کر چکے ہیں انہوں نے پہاڑوں اور دشت و صحراؤں کو عبور کر کے جنگ کے خونین واقعات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے۔ وہ صوبہ پکتیا کے پرافتخار محاذوں

کا دورہ کر کے افغان غازی کی شہامت وشجاعت اور قربانیوں کے مناظر کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں۔

ان کے ناول کا ہیرو "زوارہ" نامی پرافتخار جہادی مرکز سے اپنے جہادی مشن کا آغاز کر رہا ہے، اس کے بعد واقعات کی بھرمار ہے جو یکے بعد دیگرے شروع ہوتے ہیں۔ ایک داستان کے بعد دوسری داستان اور ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ شروع ہوتا ہے۔

کابل میں شب گردی پر پابندی، وہاں مجاہدین کی گوریلا کاروائیوں کی عکاسی فوجی افسروں اور افراد کے خوف وہراس کے حالات اور مجاہدین کی کامیاب کاروائیوں کا سلسلہ ناول کی فصل کے اجزاء کو تشکیل دیتے ہیں۔

ناول کا قہرمان کابل میں اپنی گوریلا کاروائیوں اور جہادی مشن کے مختلف مراحل انجام دیتا ہے۔ عجیب عجیب اور حیران کن کاروائیاں انجام دیتے ہوئے اپنی ایک کامیاب ماموریت کی انجام دہی کے سلسلے میں انہیں دشمن گرفتار کر کے (خاد) کی روسی متصدی بریگیڈئر سوخولوف کی وحشت و بربریت کے پنجروں میں پابند سلاسل کر دیتے ہیں۔ جیل میں دیگر داستانوں اور واقعات کا سلسلہ اس سے پیوست ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح دوام پاتا ہے۔

ناول جس صفائی، سچائی اور قریب حقیقت انداز میں ان واقعات کی عکاسی کر رہا ہے وہ کابل میں رژیم اور روسی وحشت وبربریت کی سفاکی اور چنگیزی خصلت اور افغان قوم کی ہمت وشجاعت کی روشن اور واضح تصاویر پیش کر رہے ہیں۔

"کہساروں کی آگ" ایک تاریخی ناول ہے۔ ایک آبرومندانہ اور جیالے قوم کے آلام پر اور پر مصائب ادوار اور انتہائی حساس لمحات کو محفوظ رکھنے کی تاریخ ہے۔ ایک ملت کی مقاومت ومزاحمت، جدوجہد اور مبارزے کی ادبی یادگار ہے اور بالآخر ایک غیور قوم کی قربانیوں اور قہرمانیوں کی یادگار اور ایک حملہ آور طاقت کی وحشت وبربریت کی المناک داستان ہے،

یہ ناول ایک مخصوص اور منفرد حیثیت کا حامل ہے اور اردو زبان کے ناولوں میں سے شکل اور محتوی دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ادبی شاہکار سمجھا جاتا ہے جو جناب ساگر صاحب کے نام کو بلند اور افغانوں کے برحق معرکہ کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے گا۔

"کہساروں کی آگ" جہاد افغانستان کے حوالے سے سب سے پہلی شائع شدہ ناول ہے۔ اس لیے اس افتخار کا سہرا بھی جناب طارق اسمٰعیل ساگر کے سر ہے۔ چنانچہ ان کا قلمی وادبی جہاد افغانوں کی جنگ آزادی میں روشن واعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

ہمارا پختہ یقین ہے کہ ان کا یہ قلمی جہاد داستان ادب میں ایک نئی راہ اور جہت کی نشاندہی کے سلسلے میں ایک نئے باب کا اضافہ ثابت ہوگا۔ جو طارق اسمٰعیل صاحب کو مزید اعزاز وافتخار کا مستحق بنا دیتا ہے۔

مطیع اللہ عابد
ماخوذ از آزادی

آدھی مونچھ کی کہانی
ایک مجاہد کمانڈر کی زبانی

سنگلاخ پہاڑی علاقے میں ہمارا جنگی مرکز تھا۔ ہائی کمان سے ہمیں ہدایت ملی تھی کہ پہاڑیوں کے درمیان گزرنے والی سڑک پر کڑی نظر رکھی جائے میں اور میرے ساتھی مجاہدین بڑی مستعدی سے ہر سمت سڑک پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ایک دن ہمیں مخبر نے اطلاع دی کہ کابل حکومت کی جانب سے اگلے محاذوں کے لئے جدید جنگی سامان کا قافلہ مع کئی سو فوجیوں کے اس سڑک پر کسی بھی دن گزرنے والا ہے اور کی صحیح ادراک نہ رکھنے کے باوجود ہم نے اپنا کام اطلاع ملنے کے ساتھ ہی شروع کیا۔ پہلا کام یہ کیا کہ سڑک کو دو میل تک بارودی سرنگوں سے بھر دیا۔ پھر مجاہدین کو چار حصوں میں تقسیم کر کے چار مختلف سمتوں پر مورچہ بندی کر دی گئی۔ اطلاع والا دن تو خالی گزر گیا۔ اگلے دن صبح دس بجے دور ہی سے ٹینکوں کی آوازیں سنائی دی۔ ہم سب چوکنا ہو گئے۔ ٹینکوں کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔ ایک انجانا سا احساس تھا یا شاید کچھ اور تھا جس کی بنا پر ہمارے دل دھک دھک کر رہے تھے۔ اور جب پہلا ٹینک پہلے بارودی سرنگ پر چڑھا تو ایک کان پھاڑنے والا دھماکہ ہوا۔ اور ٹینک شعلوں کی لپیٹ میں آگیا، دھماکے کی آواز سن کر ایک شور مچ گیا اس میں ہمارے مجاہدین کے نعرۂ تکبیر اور کابل فوج کے بوکھلاہٹ کی صدائیں گڈمڈ ہو رہی تھی۔ کابل فوجی ادھر ادھر بھاگنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئی، لیکن مجاہدین نے چاروں طرف سے انہیں گھیر رکھا تھا بھاگنے کی تمام راہیں مسدود ہو گئی، کابل فوجی پہاڑوں پر چڑھنے کی کوشش کرتے لیکن آدھے راستے سے واپس ہی لڑھک جاتے کیونکہ اوپر سے مجاہدین ان کا استقبال کلاشنکوفوں سے کر رہے تھے، مجاہدین نے سارے قافلے کو گھیرے میں لے لیا۔

قافلے میں سے کچھ نے تو مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن جب یہ دیکھا کہ ان کے دیگر ساتھی بے کس و لاچار کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تو انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے جب مزاحمت کے تمام آثار ختم ہو گئے۔ اور تمام قافلہ ہماری گرفت میں آگیا۔ کابل فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ میں قافلے اور دیگر امور کا جائزہ لینے کے لئے سڑک پر آگیا۔

اُس ایک ٹینک کے علاوہ باقی تمام جنگی سامان صحیح حالت میں تھا۔ کابل فوجی اپنی شکست خوردہ چہروں سمیت ہمیں دیکھ رہے تھے قافلے کا جائزہ لیتے لیتے مجھے اچانک ایک جگہ رکھنا پڑا، کیونکہ ایک فوجی گاڑی کے نیچے سے مجھے دو فوجی بوٹ پاؤں سمیت نظر آرہے تھے میں نے ایک بوٹ کو پکڑ کر کھینچنا چاہا تو ایک کرب ناک چیخ سنائی دی، غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا تو وہ ایک کابل فوجی نکلا۔ میں نے اُسے گاڑی کے نیچے سے نکالا تو یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ اُس کا ایک مونچھ ہے اور دوسرا غائب سخت نقصان اور تکالیف سے گزرنے کے باوجود بھی میں اپنی ہنسی پر قابو نہ پاسکا اور اُس فوجی سے پوچھ بیٹھا۔

"کیوں برادر! یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے؟ میں نے زندگی میں کبھی کسی آدھے مونچھ والے کو نہیں دیکھا۔ کیا یہ کوئی نیا فیشن کابل میں آگیا ہے کہ آدھا مونچھ رکھو آدھا کاٹ دو۔ کیا کہنا ایسے فیشن کا کہ اچھے بھلے انسان کو نیچے سے چوہے کا بچہ بنا دے، وہ بھی آدھے مونچھ کا چوہا! میری طویل گفتگو کی شاید تاب نہ لاسکا اور دھڑام سے گر گیا یا پھر شاید وہ اُس زخم کی تاب نہ لاسکا ہو جس کی بنا پر اُس نے ایک چیخ ماری تھی، اُس آدھے مونچھے کو وہیں پر بے سدھ چھوڑ کر میں آگے بڑھا۔ اپنے مجاہدین کو مال غنیمت باحفاظت قرارگاہ تک پہنچانے اور گرفتار شدگان کو بھی باعزت طریقے سے قرارگاہ تک لے جانے کی ہدایت کی

اس ساری کاروائی میں پانچ گھنٹے لگے، عصر کے بعد شام ہوئی، کھانا تیار ہوا، اُن تمام قیدیوں کو بھی وہی کھلایا جو ہم نے خود کھایا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانے کے دوران مجھے وہ آدھے مونچھ والا یاد آگیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ کھانے کے بعد ذرا اُس کو یہاں بلالے تاکہ اُس آدھے مونچھ کا راز معلوم کیا جاسکے میرے ساتھیوں کا بھی شوق پیدا ہوا۔ جلدی جلدی دسترخوان سمیٹ لینے کے بعد اُس آدھے مونچھو والے کو کمرے میں لے آیا گیا۔ اُس کی حالت اب قدرے بہتر تھی اُس کی مرہم پٹی کی گئی تھی اُس کے چہرے پر ایک رنگ آتا دوسرا گزرجاتا میں نے اُسے بیٹھنے کو کہا۔ کچھ ہچکچاہٹ کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ میرے ساتھی اُس کے آدھے مونچھ کو دیکھ کر آپس میں کھسیانی سی ہنسی ہنس رہے تھے اور پھر احترام امیر کے تحت چُپ ہو جاتے۔

قدرے سکون کے بعد میں نے اُس سے کہا۔ "ہاں تو برادر! آپ نے بتایا نہیں کہ اس آدھے مونچھو کی کیا تک ہے، ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ۔" وہ بیچارا ہم سب کو یوں تک رہا تھا گویا ہم کسی اور دنیا کے مخلوق ہوں۔ آخر اس نے زبان کو جنبش دی اور یوں گویا ہوا۔ آج کے اس قافلے کا میں ہی انچارج یا لیڈر ہوں۔ میں عہدے کے لحاظ سے میجر ہوں۔ میں ابھی چند مہینے پہلے بھرتی ہوا ہوں، محاذ پر جانے کا یہ میرا پہلا اتفاق ہے، یہ چند سو فوجی اور کچھ جنگی سامان میرے ذمے تھا کہ اسے اگلے محاذ تک پہنچاؤں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا یہ مشن ناکام ہوگیا اور ہم آپ کے ہتھے چڑھ گئے۔ کابل فوج میں یہ روایت ہے کہ جو سب سے بڑا افسر ہوتا ہے اُس کے سر کے بال بھی بڑے ہوتے ہیں، اور مونچھ بھی ہونٹوں کو چھو رہے ہوتے ہیں جبکہ دوسرے نمبر کے آفیسر جس طرح کے میں؛ ایسے افراد کے لئے صرف مونچھے رکھنے کا حق ہوتا ہے، جبکہ سر گنجا ہوتا ہے، اور ادنیٰ فوجیوں کے لئے سر کے بال اور مونچھ دونوں رکھنے کی ممانعت ہوتی ہے۔

سر روانہ ہونے سے پہلے ایک ساتھی نے مشورہ دیا کہ مجاہدین عام فوجیوں سے افسروں کی نسبت اچھا سلوک کرتے ہیں لہٰذا میں نے یہ طے کرلیا کہ اگر کہیں راستے میں کچھ ہو جائے جیسا کہ ہوگیا۔ تو پھر میں جلدی سے

(باقی ص ۴۲ پر)

جنت میں دوزخ کا سماں

تحریر: مطیع اللہ عابد

۲۳ فروری ۱۹۹۱ء کا سورج مقبوضہ وادی کشمیر کے باعزم عوام کے لئے اپنی کرنوں میں آزادی کے ولولے سمیٹ کر طلوع ہوا۔ مقبوضہ کشمیر کے ضلع کپواڑہ کے ایک گاؤں کنان میں بھی اسی سورج کی کرنیں پھیلی ہوں گی۔ لیکن سورج کا چمکتا دمکتا چہرہ ایک انجانے خوف و خطر کا اشارہ بھی دے رہا تھا۔ کنان گاؤں کے عوام اگرچہ اُس وقت آفتاب کی زبان نہ سمجھ سکے لیکن چند ساعتوں کے بعد کنان گاؤں پر ظلم و بربریت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کہ سورج میں بھی اسے دیکھنے کی تاب نہ رہی، دن کے گیارہ بجے جب کنان گاؤں کے پیر و جوان اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اور باپردہ خواتین چار دیواریوں کے اندر اپنی امورِ خانہ داری میں مشغول تھیں اسی اثناء ۲۵، ۳۰ فوجیوں پر مشتمل بھارتی فوج کا ایک دستہ اپنی گیریزن سے نکل کر گاؤں کی آبادی پر ٹوٹ پڑا۔ بھارتی افواج کا گاؤں میں گشت کرنا روز کا معمول ہوتا ہے۔ معصوم اور نہتے کشمیریوں کو ہراساں کرنا بھارتی "بہادر" افواج کا پسندیدہ مشغلہ ہے، لیکن آج اُن کے تیور کچھ بدلے بدلے سے تھے پہلے تو اُنہوں نے گاؤں کے تمام مردوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور دو تین فوجی ان پر اسلحہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ اور باقی نے وہ فعل کرنا شروع کیا۔ جس کا تصور جنگل میں وحشی درندوں کے متعلق بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چادر اور چار دیواری کے حدود کو پائمال کر کے بے غیرت بھارتی فوجی کشمیری مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو گئے۔ تمیز عمر کو بالائے طاق رکھ کر بھارتی افواج نے خواتین کو بے آبرو کرنا شروع کر دیا۔ ایک منظر تھا جس کو نظر دیکھنے کی تاب نہیں رکھتی تھی، مستورات کو بے ستر کر دیا گیا، عصمتیں پامال ہوئی باپ دیکھتا رہا اور بیٹی کی آبرو لٹتی رہی بیٹا اپنے سامنے مقدس ماں کی عزت خاک میں ملتے دیکھ رہا تھا۔ بھائی اپنی زندگی پر شرمندہ شرمندہ تھا کہ یہ منظر دیکھنے کو وہ زندہ ہے کہ اُس کی بہن غلیظ ہاتھوں میں ناپاک ہو رہی تھی، شوہر اپنے ہی سامنے اپنی رفیقہ حیات کو ایک مردود کے ہاتھوں رسوا ہوتے دیکھ رہے تھے۔

مردوں میں سے جو بھی جوش میں آکر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا، گولیوں کا نشانہ بن جاتا۔ بھارتی افواج کے اِس بے شرمانہ اقدام کا شکار وہ نوزائیدہ بچہ بھی تھا جس کی حاملہ ماں سے بھارتی فوجی نے زیادتی کی تھی اور وہ پیدائشی طور پر چند ہڈیوں سے

محروم ہو گیا تھا۔ بھارتی افواج نے ۲۳ فروری دن کے گیارہ بجے سے اگلے روز صبح دس بجے تک یہ نارو افعل جاری رکھا۔

کشمیر کی وادی جنت نظیر کے خوشنما پھول اُس دن مرجھا گئے ہوں گے جھرنوں اور چشموں نے ماتم منایا ہوگا۔ سبزہ زار اشکبار ہوئے ہوں گے خوشگوار فضائے کشمیر نے رہ رہ کے پکارا ہوگا کہ کوئی ہے ابن قاسم کہ آج مسلمان بیٹیوں کو راجہ داہر کے بیٹوں سے چھڑا کر انہیں سبق سکھائے اور اس بزدلانہ حرکت کا بہادرانہ جواب دے۔ لیکن افسوس نہ اُس وقت کوئی اُن کی مدد کے لئے پہنچا تھا اور نہ اب تک اُن پر ڈھائے جانے والے مظالم کا کوئی ازالہ کیا جاسکا ہے،

کنان گاؤں کا یہ واقعہ تو خبروں کی زینت بنا اسی لئے ہم باخبر ہوئے، ورنہ

بھارتی افواج تو عرصہ دراز سے اس طرح کے ظالمانہ کارروائیوں میں مصروف ہیں جس کا اعتراف خود بھارت کے مشہور سابق وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی نے کیا۔ بقول اُن کے بھارتی فوجی پاگل ہو گئے ہیں، پچھلے ایک سال میں (مقبوضہ کشمیر) سرینگر میں ایک سے دو ہزار تک کشمیریوں کو ہلاک کیا گیا ہے، جبکہ میرے (راجیو) دورِ حکومت میں بہت کم کشمیری مارے گئے تھے۔ یہ پاگل پن کی انتہا ہے۔

راجیو صاحب کی بات پر رائے زنی کرنے سے بیشتر راجیو گاندھی صاحب یہ نوٹ کر لیں کہ بھارتی افواج قطعاً پاگل نہیں ہیں۔ کیونکہ اُن کو پاگل کہنا پاگلوں کی توہین ہے۔ کیونکہ پاگل بھی آخر کار انسان ہی ہوتا ہے۔ جبکہ بھارتی افواج نے کنان گاؤں یا اسی طرح کے دوسرے علاقوں میں جو کام کئے ہیں وہ انسانوں کے قطعاً نہیں ہو سکتے۔

عالمی امن کے دعویدار کشمیر کی طرف سے ایسے بے خبر ہیں جیسے اُن کے سننے کے کان دیکھنے کی آنکھیں نہ ہوں، ریت میں سر دبانے سے شتر مرغ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتا ہے کہ کوئی اُسے نہیں دیکھ رہا ہے یا کبوتر آنکھیں بند کر کے یہ سمجھتی ہے کہ بلی بھی اُسے اِسی طرح دیکھ نہیں پائیگی

جس طرح وہ بلی کو نہیں دیکھ پا رہی ہے اقوامِ متحدہ کویت کے مسئلے پر عراق کے خلاف دھڑا دھڑ قرار دادیں منظور کرتی رہی اور چند مہینوں میں نہ صرف کویت کو بحال کر دیا گیا بلکہ عراق کو بھی تباہ و برباد کر دیا گیا۔ لیکن کشمیر کے مسئلے کو چالیس چوالیس سال ہونے کو آرہے ہیں اور یہ مسئلہ جوں کا توں التوا میں پڑا ہوا ہے۔ کشمیر کی آزادی تو درکنار کشمیری عوام پر بھارتی افواج جو مظالم ڈھا رہے ہیں اُن کا اقوامِ متحدہ نے ذرہ بھر بھی نوٹس نہیں لیا۔ انسانی حقوق محض ایک دو لفظوں کا مجموعہ ہے یا یہ کسی چیز کا نام بھی ہے؟

کیا انسان صرف وہ ہوتے ہیں جو انگریزی بولتے اور سمجھتے ہیں۔ یا وہ جو مغرب نوازی کو قبول کئے ہوتے ہیں، انسان کو حق ملنا چاہیئے اُس کی آزادی، اس کی عزت، اُس کی جان سب پر اُس کا حق ہے اُس کے حق کو استحصال کر کے، غصب کر کے یا دبا کر کوئی بھی قوم خود بھی ان نعمتوں کا مزہ نہیں چکھ سکتی، جیسا کہ آج بھارت اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، وہ ایک ریاست کو قابو کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دوسری ریاست ہاتھ سے نکلنے لگتی ہے، دوسری جانب ملک میں بنیاد پرست اور رجعت پسند ہندو ملک میں رام راج کو سرکاری نظام کے طور پر لانے کی کوششوں میں مصروف ہیں جبکہ حاکمین اقتدار بھارت کو سیکولر اور ڈیموکریٹک ملک بنانے کے درپے ہیں۔ نہ بھارت میں ہندو رام راج کے مسئلے پر ہندو حکومت سے خوش ہے اور نہ اقلیتی طبقے اُن کے سیکولر اور جمہوری عزائم سے مطمئن ہیں۔ بھارت انتہائی کشمکش و پنج میں مبتلا ہے، کشمیر میں انتخابات نہ کرانے

(باقی ص۴۳ پر)

بقیہ: آدھی مونچھیں ...

اپنی مونچھیں کاٹ دونگا اور خود کو عام فوجی ظاہر کرکے بچنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن آپ نے یوں اچانک حملہ کر دیا کہ مجھے قینچی اور آئینہ تھامنے کا بھی موقعہ نہ ملا۔ ابھی میں ایک ہی مونچھ تراش چکا تھا کہ ایک گولی میری ٹانگ پر آ لگی اور قینچی اور آئینہ میرے ہاتھوں سے نکل گئے اور میں گاڑی کے نیچے گھس گیا باقی کیا ہوا یہ آپ بھی جانتے ہیں!"

ایک مجاہد ساتھی نے ازراہ مذاق پوچھا، اور برادر جان! یہ مونچھ تو آپ نے بڑی صفائی سے کاٹا ہے، کہیں آپ حجام تو نہیں۔ وہ میجر کافی شرمندہ ہوا اور سر جھکا کر کہنے لگا" ہاں یار! میں تو برسوں سے کابل میں بھی سلمانی کا کام کرتا تھا فوج میں بھرتی سے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو چھپاتا رہا۔ لیکن آخر کب تک، ایک دن پکڑا گیا۔ زبردستی مجھے کلاشنکوف پکڑا دی گئی جن ہاتھوں میں تمام عمر میں نے کنگھی اور قینچی تھامی تھی اُس میں کلاشنکوف تھام کر کچھ عجیب سا لگ رہا تھا، لیکن کابل حکومت کی بے وقوفی کا کہنا۔

کابل حکومت بیچاری بھی اب آدھی مونچھ پر اکتفا کئے ہوئے ہیں" میں نے اُس سے کہا " چلو اچھا ہوا کہ تم مل گئے۔ ویسے بھی ہماری قرارگاہ میں ایک حجام کی سخت ضرورت تھی کیونکہ میرے مجاہدین کے بال کافی بڑھ گئے تھے۔" سارے مجاہدین ہنس پڑے۔

اُس نے بھی کچھ ہنسی اور کچھ خفگی میں کہا " وہی دو پندرہ ایک تیس ہو گئے پہلے بھی حجام اب بھی حجام، میجری تو جائے بھاڑ میں مع کابل حکومت کے۔" اور ایک دفعہ پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

بقیہ: عیدالضحیٰ ...

اس کو تو کرنا ہی ہے رجح پر واجب نہیں ہے ان کو بھی اگر غیر معمولی زحمت نہ ہو تو ضرور قربانی کرنی چاہیئے۔ البتہ دوسروں سے قرض لے کر قربانی کرنا مناسب نہیں

۲۹ ۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال و دولت سے نوازا ہے وہ صرف واجب قربانی پر ہی کیوں اکتفا کرے بلکہ قربانی کا بے حد و حساب اجر و انعام پانے کے لئے اپنے بزرگوں یعنی مردہ ماں باپ، دادا، دادی اور دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہتر ہے اور اپنے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بدولت ہدایت و ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے کی طرف سے قربانی تو مومن کی بہت بڑی سعادت ہے اسی طرح ازواج مطہرات یعنی اپنی روحانی ماؤں کی طرف سے قربانی کرنا بھی انتہائی خوش نصیبی ہے

۳۰ ۔ عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ تک غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی کے ایام ہیں ان تین دن میں سے جب جس دن سہولت ہو قربانی کرنا جائز ہے۔ لیکن قربانی کا سب سے افضل دن عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔

بقیہ: جنت بھی دوزخ ...

کا آرڈیننس صدر ریٹائرڈ راممن نے جاری کر کے واضح طور پر کشمیر کے مسئلے کو سنگین قرار دیا ہے۔

اب بھارت نہ آگے آسکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے، اُس پاگل کتے کی طرح جس کو اور کچھ نہیں سوجھتا تو اپنے ہی جسم کو کاٹنے لگتا ہے،

وادی کشمیر زمین پر جنت کا نمونہ ہے آج اگر وہاں دوزخ جیسے آگ اور خون کا کھیل رواں ہے۔ آج اگر وہاں دوزخی بھارتی فوجی دندناتے گھوم رہے ہیں اگر آج وہاں کشمیری ماں، بیٹی، بہن اور خاتون غیر محفوظ ہے، لیکن!! پھر ہمیں قرآن کی آیت یاد آجاتی ہے، چہرے دمک اُٹھتے ہیں، حوصلے بلند ہو جاتے ہیں،

جہاد کا صلہ

ملک محمد اعظم
ترنول، اسلام آباد

ایمان اور جہاد کے سبب وہ جنّت میں داخل ہو گئے

جنگِ خیبر میں تقریباً بیس صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے، انہی شہدائے اسلام میں ایک حضرت اسود راعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے، ان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک حبشی تھے۔

جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے، جب یہودی جنگ کی تیاریاں کرنے لگے تو انہوں نے پوچھا کہ تم لوگ کس کیساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہو؟

یہودیوں نے کہا کہ "ہم اس شخص سے جنگ کریں گے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے"۔

یہ سنکر ان کے دل میں جناب امام الانبیاءؑ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا جذبہ پیدا ہوا۔

چنانچہ ایک دن بکریاں چرانے کیلئے قلعے سے باہر نکلے تو سامنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر فروکش تھا۔ سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ جناب آپؐ کس قسم کی دعوت دیتے ہیں، آپؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، تو ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو صلہ کیا ہو گا؟"

آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تم کو جنّت اور اس کی نعمتیں ملیں گی"۔

انہوں نے کہا کہ میں سیاہ فام اور بدشکل ہوں اور میرے جسم سے بدبو آ رہی ہے کیا پھر بھی اسلام لانے سے میں جنت کا مستحق ہو جاؤں گا؟" آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ تمہیں حُسن عطا فرمائے گا۔ اور جسم کی بدبو خوشبو میں تبدیل ہو جائے گی

یہ سنکر فوراً کلمۂ توحید پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر عرض کیا کہ یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں اب میں ان کا کیا کروں؟"

آپؐ نے فرمایا کہ تم ان بکریوں کو قلعہ کی طرف ہانک دو اور ان کو کنکریوں سے مارو تو یہ سب خود بخود اپنے مالک کے گھر پہنچ جائیں گی"۔ چنانچہ یہ خاتم الانبیاءؐ کا معجزہ تھا کہ انہوں نے بکریوں کو کنکریاں مار کر ہانک دیا اور وہ سب اپنے مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد یہ خوش نصیب حبشی ہتھیار لے کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑا ہو گیا اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جنگ کے بعد شہداء کرام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لائے گئے تو ان میں حضرت اسود راعیؓ کی لاش بھی تھی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی لاش کو خیمہ میں لانے کا حکم دیا اور انہیں دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے منہ پھیر لیا، صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ اس وقت جنّت کی دو عورتوں کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو حسین بنا دیا ہے، اور جسم کو خوشبو سے مہکا دیا ہے۔ اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عمل نہیں کیا۔ نہ ایک نماز پڑھی، نہ ایک روزہ رکھا نہ حج و زکوٰۃ کا موقع ملا۔ مگر ایمان اور جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

صحابہ کرامؓ ان کا ذکرِ خیر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ جنتی ہے جس نے اللہ کے لیے کوئی نماز نہیں پڑھی لیکن سیدھا جنّت میں پہنچا ہے۔

جہاد افضل اور اعلیٰ عبادت ہے

مولوی میاں گل

جہاد بھی ایک عبادت ہے لیکن اس عبادت کا مقام دوسرے تمام عبادتوں میں سے اعلیٰ وارفع ہے۔

عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرض عبادات ہیں اور دوسری نفلی عبادات، جہاد فی سبیل اللہ فرض عباداتوں میں سے ہے اور اللہ کے ہاں اس کا بہت بڑا مقام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں لڑے گا اور مارا جائے گا یا غالب رہے گا اسے ضرور ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔

(النساء ۷۴)

قرآن عظیم الشان کی ایک دوسری جگہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے، اللہ نے بیٹھنے والوں کی بہ نسبت جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے۔ اگرچہ ہر ایک کے لئے اللہ نے بھلائی کا ہی وعدہ فرمایا ہے مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور رحمت ہے۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

یہاں ان بیٹھنے والوں کا ذکر نہیں ہے جن کو جہاد پر جانے کا حکم دیا جائے اور وہ بہانے کر کے بیٹھے رہیں یا نفیرِ عام ہو اور جہاد فرضِ عین ہو جائے پھر بھی وہ جنگ پر جانے سے جی چرائیں۔ بلکہ یہاں ذکر اُن بیٹھنے والوں کا ہے جو جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت میں میدان جنگ کی طرف جانے کی بجائے دوسرے کاموں میں لگے رہیں۔ پہلی دو صورتوں میں جہاد کے لئے بلا حقیقی معذوری کے نہ نکلنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے جہاد فرض کفایہ ہو تو اس صورت میں امام کی اپیل پر جو سر بازلبیک کہیں گے وہ افضل ہیں بہ نسبت ان کے جو دوسرے کاموں میں لگے رہے اور ان کے لئے اللہ ج کے ہاں وہ انعامات ہیں جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرالیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخرت پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہوتا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی

راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال
سے جہاد کیا۔ وہی کامیاب ہیں۔ ان
کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی
اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے
جہاں ان کے لئے پائیدار عیش کے
سامان ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے
یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے
کو بہت کچھ ہے۔

اوپر کے حکم ربانیؐ سے یہ معلوم ہوا کہ
کسی بڑے سے بڑے مقدس مقام کی
مجاوری اور چند مذہبی اعمال کی نمائش
خدا کے نزدیک اصل قدر و منزلت
نہیں رکھتی۔ اصلی قدر و منزلت ایمان
اور راہ خدا میں قربانی دینے اور جانفشانی
کرنے کی ہے۔

غزوہ تبوک میں جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے
ان کو یہ بتایا گیا کہ جہاد کا اعلانِ عام صادر
ہو جانے کے بعد ان کے لئے حیلوں
بہانوں سے گھروں میں بیٹھے رہنا مناسب
نہ تھا۔ ان کا یہ فعل صرف حکم عدولی
ہی نہ تھا۔ بلکہ لاتعداد فضائل و حسنات
سے محرومی کا باعث بھی تھا۔ جو لوگ جہاد
کے لئے نکلے ان کو بلاشبہ قدم قدم پر
تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا کرنا
پڑا۔ مگر ان کی ہر تکلیف، ہر اقدام
اور ہر جذبۂ مردانگی عمل صالح محسوب
ہوتا رہا اور وہ اللہ کے ہاں محسنین کی صف
میں شمار ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ فرماتا ہے کہ جو شخص میری راہ میں
اس طرح نکلا کہ درحقیقت میری راہ
میں جہاد کا جذبہ مجھ پر ایمان اور میرے
رسولوں کی تصدیق نے ہی اسے نکلنے
پر مجبور کیا۔ تو میری ذمہ داری ہے کہ میں
اسے جنت میں داخل کروں یا جہاں سے وہ
نکلا ہے اس مسکن تک اسے اس طرح واپس
کروں کہ وہ اجر یا غنیمت سے مالا مال ہو
اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت
میں محمدؐ کی جان ہے۔ اللہ کی راہ میں
جو زخم بھی آئے گا تو قیامت کے روز وہ اسی
ہیئت میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا، جس
روز اسے زخم پہنچا تھا اس زخم کا رنگ
تو خون کا ہوگا۔ مگر اس کی خوشبو کستوری
کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں
محمدؐ کی جان ہے۔ اگر میری امت کے
لئے شاق نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں
لڑنے والی کسی فوجی مہم سے پیچھے ہٹ کر
نہ بیٹھ رہتا۔ لیکن نہ تو مجھے وسعت حاصل
ہے کہ میں سب مسلمانوں کو سامانِ جنگ
مہیا کر کے دوں۔ اور نہ ان کو اس قدر
فراخی حاصل ہے کہ وہ ہر حال میں میرے
پیچھے نکلتے رہیں۔ مگر ان کو یہ بھی ناگوار
ہے کہ میں نکلوں اور وہ پیچھے بیٹھ رہیں
اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ اختیار
میں محمدؐ کی جان ہے۔ میری خواہش
تو یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں
اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں
پھر لڑوں اور مارا جاؤں۔

یعنی خواہش کا تقاضا تو یہ ہے
کہ ہر بار نئی زندگی ملتی جائے۔ اور
اسے اللہ کی راہ میں نچھاور کرتا جاؤں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مجبوریوں
کو پیش نظر رکھ کر خواہش کے علی الرغم ہر غزوہ
میں شرکت نہ کی ورنہ یہ عمل اپنی فضیلت و
تقرب کے لحاظ سے اس درجے کا ہے کہ کسی
خدا پرست انسان کے لئے اس کا موقع
ہاتھ سے گنوانا ناقابل برداشت ہے۔

اخبارِ جہاد

سانحہ نوشہرہ پر افغان رہنماؤں کا اظہار افسوس

جاں بحق ہونے والے جہاد افغانستان کے شہید ہیں

نصرت الجہاد کے خصوصی نمائندہ کے مطابق صوبہ پکتیا کے کمانڈر الحاج مولانا جلال الدین حقانی ان کے نائب مولانا نظام الدین حقانی اور مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان نے سانحہ نوشہرہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے، پشاور سے جاری ہونے والے ایک بیان میں افغان رہنماؤں نے کہا کہ نوشہرہ کے سانحے میں جاں بحق ہونے والے افراد جہاد افغانستان کے شہید ہیں، انہوں نے الزام عائد کیا کہ اس حادثے میں نجیب ٹولے کا ہاتھ ہے انہوں نے حکومت پاکستان اور پاکستان کے عوام سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور شہداء کی مغفرت اللہ تعالیٰ مانگی ہے

صوبہ پکتیا میں مجاهدین کی انتظامیہ کا قیام

سات جماعتوں پر مشتمل کمانڈروں کی شوریٰ بنا دی گئی

الحاج نظام الدین حقانی نے صدارت کی

موصول ہونے والی تازہ اطلاعات کے مطابق افغانستان کے صوبے پکتیا میں آزاد انتظامیہ قائم کرنے کے لئے مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی ہے۔ جس میں افغان عبوری حکومت کی تمام تنظیموں کے کمانڈر شامل کئے گئے ہیں مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان نے بتایا ہے کہ نو منتخب شوریٰ کے ارکان کی تعداد سو ہے جن میں ہر تنظیم کے چودہ ارکان ہیں جب کہ دو ارکان کا تعلق حرکت انقلاب اسلامی (مولوی منصور) گروپ سے ہے، ترجمان کے مطابق مجاہد کمانڈروں کا اجتماع صوبہ پکتیا کے آزاد علاقے خوست میں ہوا جس کی صدارت مولوی نظام الدین حقانی کر رہے تھے، اس موقع پر مولوی نظام الدین حقانی نے خطاب کرتے ہوئے کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب کی طرف سے مذاکرات کی پیشکش مسترد کر دی، انہوں نے کہا کہ نجیب اپنے سرپرستوں روس اور امریکہ کے اشارے پر مذاکرات کی دہائی دے رہا ہے، لیکن افغان مجاہدین کٹھ پتلی ٹولے کے خاتمے تک جہاد جاری رکھیں گے

پانچ سو مہاجر خاندانوں میں سے اکثر اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرا رہے ہیں

دارالانس افغان) حالیہ جنگ کے

دوران پاکستان کے سرحدی قبائلی علاقے شمالی وزیرستان اور کرم ایجنسی کے مہاجر کیمپوں میں خوست کے پناہ گزینوں کی بڑی تعداد اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ناآشنا تھی جنہیں اب ان مہاجر کیمپوں میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جارہا ہے، خوست کے ان پناہ گزینوں کا کہنا ہے کہ نجیب حکومت اس سے قبل کارمل اور خلقی دور میں خوست کے تعلیمی اداروں میں اسلام کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی. جب کہ تحریک مزاحمت شروع ہونے کے بعد خوست میں تمام اسلامی مدرسے جبری طور پر بند کردیئے گئے تھے، مساجد ویران کردی گئیں، جہادی ذرائع کے مطابق خوست کے پناہ گزین نہایت شوق سے مساجد میں دینی تعلیم اور قرآن پڑھنا سیکھ رہے ہیں پانچ سو کے لگ بھگ یہ خاندان بارہ برس سے محصور خوست میں کمیونسٹ حکمرانوں کے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے اور جبر تلے زندگی گزار رہے تھے اور اب جب انہیں اسلام کی طرف پلٹنے کا موقع ملا ہے تو وہ بہت جوش وخروش کا مظاہرہ کررہے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ اب مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے اکثر خاندان اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرا رہے ہیں، خوست کے یہ مہاجرین دَچہ پالہ، شہیدانو ڈنڈہ، گمرزندی، گالہ اڑغرہ اور خرڈنڈ کے کیمپوں میں مقیم ہیں، خوست کے معرکے کے دوران بچھڑے ہوئے تمام افراد اپنے خاندان اور عزیز و اقارب سے مل گئے ہیں.

مجاہدین کے فوجی قافلوں پر حملے

۷ رمئی (اڑانس افغان)

روسی ٹرانسپورٹ طیارے مغربی افغانستان میں سب سے بڑے فوجی اور ہوائی اڈے شین ڈنڈ بڑی مقدار میں لایا جانے والا فوجی سامان صوبہ ہلمند کے دارالحکومت لشکرگاہ اور دوسرے مقامات پر کٹھ پتلی کابل فوجیوں کو پہنچایا جارہا ہے اس سامان میں اسلحہ، گولہ بارود اور خوراک شامل ہے،

جمعیت اسلامی افغانستان کے

مشہور کمانڈر اسماعیل خان نے روسی سرحد اور ہرات کے درمیان سڑک کو روک رکھا ہے اس لئے روسی گرمیشک . ہرات شاہراہ کی بجائے یہ فوجی رسد فضائی راستے سے لانے پر مجبور ہوئے ہیں ، یہ سامان رسد لشکرگاہ کے علاوہ قندہار ، ہرات شاہراہ پر واقع گرمیشک کے قصبے میں بھی ذخیرہ کیا جا رہا ہے ، جس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے . کہ یہ فوجی رسد کسی مناسب موقع پر قندہار پہنچائی جائیگی جو مجاہدین کے محاصرے میں ہے ،

ادھر شین ڈنڈ سے گرمیشک اور لشکرگاہ کے درمیان مجاہدین سامانِ رسد کے فوجی قافلوں پر حملے کرتے رہے ہیں گزشتہ ایک ہفتے کے دوران ان جھڑپوں میں چوبیس سے زائد کابل فوجی ہلاک ہوئے ہیں جن میں افسر بھی شامل ہیں ان معرکوں میں سامانِ رسد کے بھرے ہوئے پانچ فوجی ٹرک اور تین ٹینک تباہ ہوئے ، ایک مجاہد شہید اور پانچ زخمی ہوئے ،

یکم مئی کو مجاہدین کی لشکرگاہ پر گولہ باری سے ایک فوجی ڈپو میں آگ لگ گئی ، جس سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود نذر آتش ہو گیا .

سقوط خوست نجیب انتظامیہ کے لئے فوجی اور سیاسی اثرات کا حامل ہے " کراس نایا ذریدا "

۳۱ رمئی د اتراتس افغان) ماسکو سے شائع ہونے والے جریدے " کراس نایا ذویدا " (NAYA ZVEZDA KRAS) نے اپنی حالیہ اشاعت میں لکھا ہے کہ نجیب انتظامیہ کا مضبوط اڈہ خوست آخرکار مجاہدین کی کاری ضرب سے سرنگوں ہو گیا ،

جریدے کے مطابق سقوط خوست نجیب انتظامیہ کے لئے فوجی اور سیاسی اثرات کا حامل ہے . اور اب افغان مجاہدین جلد ہی جلال آباد ، گردیز اور قندہار پر حملے شروع کر دیں گے خوست کی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے روسی مجلے نے لکھا ہے کہ یہ نئے افغان سال کا غمگین واقعہ ہے اور ۲۱ مارچ سے شروع ہونے والا افغان سال غم کے ساتھ طلوع ہوا ہے ، جریدے کے مطابق افغانستان سے روسی فوج کی واپسی کے بعد سقوط خوست گذشتہ دو برس کے دوران مجاہدین کی پہلی قابل ذکر کامیابی ہے .

شین ڈنڈ میں ایک طیارہ اور ایک ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں چھاپہ مار مجاہدین کی کاروائیوں کے دوران ہوائی اڈے اور فوجی ٹھکانوں پر حملے کئے گئے جن میں کابل انتظامیہ کو جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا مجاہدین کے ذرائع نے بتایا ہے کہ مجاہدین نے ۳۱ مئی کو قندہار ائیرپورٹ پر راکٹوں سے یلغار کی . جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک ٹرک تباہ ہو گئے . ٹینک اور ٹرک کا عملہ اس کاروائی میں مارا گیا جبکہ دو مجاہدین شہید اور سات زخمی ہو گئے ، انہی مجاہدین نے قندہار کی حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا ، جن میں اسلحے کا ذخیرہ اور ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا ، اطلاعات کے مطابق مجاہدین مجاہدین نے شین ڈنڈ میں کابل انتظامیہ کے فضائی اڈے پر میزائلوں سے حملہ کیا ، جہاں ایک ٹرانسپورٹ طیارہ اور ایک ہیلی کاپٹر ملبے کا ڈھیر بن گیا ، تیز رفتار حملے میں کابل دستوں کے جانی نقصان کا

علم نہیں ہو سکا. جبکہ مجاہدین بخیریت اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے.

جھڑپوں کا آغاز ہو چکا ہے جس میں اب تک کم از کم بیس کابل فوجی ہلاک ہو چکے ہیں.

قندھار کے لئے خوست کی طرز پر مجاہدین کی مقامی شوریٰ کی تشکیل

لندن ۸ مئی (اڈانس افغان) افغان مجاہدین نے افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار کا محاصرہ سخت کر دیا ہے اور خوست کی مانند یہاں بھی ایک مقامی شوریٰ تشکیل دی گئی ہے جس میں مجاہدین کی ساتوں تنظیموں کے علاوہ مقامی اہم افراد بھی شامل ہیں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق اس شوریٰ میں جمعیت اسلامی کے کمانڈر ملا نقیب، حزب اسلامی کے کمانڈر سرکاتب، محاذ ملی اسلامی کے کمانڈر لطیف اور حزب اسلامی یونس خالص کے ملا ملنگ اہم کردار ادا کر رہے ہیں

اطلاعات کے مطابق کٹھ پتلی کابل فوج کے لئے ہوائی راستے کے سوا اب تک کمک کا کوئی ذریعہ نہیں. کابل حکام نے ہوائی اڈے کی حفاظت کے لئے غیر معمولی اقدامات کئے ہیں اور بڑی مقدار میں گولہ بارود اور خوراک جمع کر رکھی ہے، مجاہدین نے قندھار کے مغرب میں ہرات روڈ پر زبردست ناکہ بندی کر رکھی ہے. کیوں کہ یہ واحد زمینی راستہ ہے، جہاں سے قندھار فوجی کمک لائی جا سکتی ہے، قندھار سڑک کے راستے دارالحکومت کابل سے گزشتہ چار برس سے کٹا ہوا ہے، مجاہدین قندھار کے اردگرد بڑے حملے کے لئے بھاری اسلحہ اور طیارہ شکن توپوں کے علاوہ کابل فوج سے چھینے ہوئے ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں بھی لا رہے ہیں. ابھی قندھار کے محاذ پر بڑی جنگ شروع نہیں ہوئی، لیکن چھوٹی

سب ڈویژن "قیصار" فتح کر لیا گیا

افغانستان کے مغربی صوبے فاریاب میں روسی سرحد کے نزدیک سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر "قیصارہ" پر قبضہ کرنے کے ساتھ مجاہدین نے شمالی افغانستان کے ایک اور صوبے سرائے پل کے دارالحکومت کے نواح میں تین اہم فوجی مقامات کا کنٹرول حاصل کر لیا ہے.

اطلاعات کے مطابق صوبہ جوزجان کے معدنی وسائل والے علاقوں کو کاٹ

کو نو تشکیل صوبے سرائے پل کا بیشتر حصہ مجاہدین کے پاس تھا. جبکہ صوبائی ہیڈ کوارٹر کے نزدیک فوجی ٹھکانوں پر قبضہ تازہ پیش رفت ہے، ان مقامات پر کٹھ پتلی انتظامیہ نے غیر معمولی حفاظتی اقدامات کر رکھے تھے. جنہیں مجاہدین نے توڑ ڈالا. بتایا گیا ہے کہ حالیہ معرکے میں مجاہدین نے فوجی رسد لانے والے قافلے کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں سات ٹرک ان کے ہاتھ آئے، ان جھڑپوں کے دوران چالیس سے زائد کابل فوجی ہلاک و زخمی اور دس مجاہدین شہید ہو گئے، مجاہدین نے فرار ہونے والے فوجی دستے کے ۱۲۰ ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا جن میں کلاشن کوف رائفلیں اور دیگر ہلکے ہتھیار شامل ہیں.

مزار شریف کے ہوائی اڈے پر مجاہدین کا حملہ

لندن ۷ ار مئی (داڑالنس افغان) روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے بلخ میں مجاہدین نے گذشتہ ہفتے مزار شریف کے ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا، جہاں رسد لانے والے طیارے اترنے والے تھے، مجاہدین کی کاروائی کے دوران ہوائی اڈے کا راڈار سسٹم ناکارہ ہو گیا جس سے وہاں پر طیاروں کی آمد و رفت معطل ہو گئی ہے. تیز رفتار حملے میں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے جبکہ مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے اور جوابی کاروائی سے پہلے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے.

ادھر صوبہ پاکتیا میں گردیز کے محاذ پر مجاہدین فیصلہ کن کاروائی کے لئے مورچہ بندیاں کر رہے ہیں. مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے بتایا ہے کہ جنگی حکمت عملی طے کرنے کی غرض سے گذشتہ دنوں خوست کے گیریژن ہیڈ کوارٹر میں کمانڈروں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں کمانڈر الحاج مولانا جلال الدین حقانی اور تمام تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کر کے صلاح و مشورہ کیا.

خوست پر افغان طیاروں کی بمباری جاری ہے

اطلاعات کے مطابق خوست پر کابل حکومت کے طیاروں کی بمباری اور سکڈ میزائلوں کی گولہ باری کا سلسلہ بدستور جاری ہے، جس کی وجہ سے آبادی کے ساتھ ساتھ فصلوں کے سبز لہلہاتے کھیت اور رشمزار درختوں کے باغات بھی بڑی تعداد میں تباہ ہو گئے ہیں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق خوست اور اس کے اطراف میں موجود بارودی سرنگوں کو صاف کرنے کا کام مجاہدین جاری رکھے ہوئے ہیں، ان سرنگوں کو درست حالت میں نکال کر دوسری جگہ استعمال میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے.

انانسروں کے دوپٹے اتروا دئیے

۱۵ مئی (داڑالنس افغان) کابل

انتظامیہ کے ٹیلی ویژن کی اناؤنسروں نے ایک بار پھر دوپٹے چادر اور سکارف اتار دیئے ہیں. جو خوست کی جنگ شروع ہونے پر افغان عوام کو دھوکہ دینے کے لئے خاتون نیوز کاسٹروں اور اناؤنسروں کو پہنا دیئے گئے تھے، مزاحمتی ذرائع نے کابل سے اطلاع دی ہے کہ کابل کے شہریوں کو ٹیلی ویژن پر تبدیلیوں کا احساس ہوا جب انہوں نے مارچ کے دوسرے ہفتے سے ٹی وی اناؤنسروں کے سروں پر سکارف بندھے ہوئے دیکھے یہ تبدیلی چند ہفتے برقرار رہ سکی اور خوست کی شکست کے بعد اب نجیب انتظامیہ نے پھر پرانی ڈگر اپنانے کی راہ اختیار کرلی. ان ذرائع نے بتایا ہے کہ اس مرتبہ ٹی وی اناؤنسروں کے دوپٹے اتروا کر نجیب انتظامیہ خود کو امریکہ اور مغربی ممالک کے لئے قابلِ قبول بنانا چاہتی ہے، امریکہ کے نئے ورلڈ آرڈر میں مسئلہ افغانستان کے لئے اختیار کردہ پالیسی میں فٹ ہونے کی خاطر کابل انتظامیہ جو پاپڑ بیل رہی ہے یہ اسی کا حصہ ہے،

یاد رہے کہ گذشتہ دنوں ڈاکٹر نجیب نے مغربی اخبار نویسوں کو کابل بلوایا اور انہیں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ

اب وہ سوشلزم ترک کر چکے ہیں اور حکمران پارٹی کا نام بھی تبدیل کر کے وطن پارٹی رکھ لیا ہے اس لئے مغربی ممالک کو اسے "فنڈامنٹلیٹ" مجاہدین کے مقابلے پر قبول کر لینا چاہیئے

آزاد افغان صوبے تخار میں عبوری حکومت کے بنک کا قیام. احمد شاہ مسعود نے بنک کا افتتاح کیا

۲۴ر مئی (داڑانس افغان) روسی سرحد سے ملنے والے آزاد کردہ شمالی افغان صوبے تخار میں افغان عبوری حکومت نے پہلا بنک قائم ہفتے صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان میں بنک کا افتتاح کیا، اس موقع پر افغان عوام کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے احمد شاہ مسعود نے

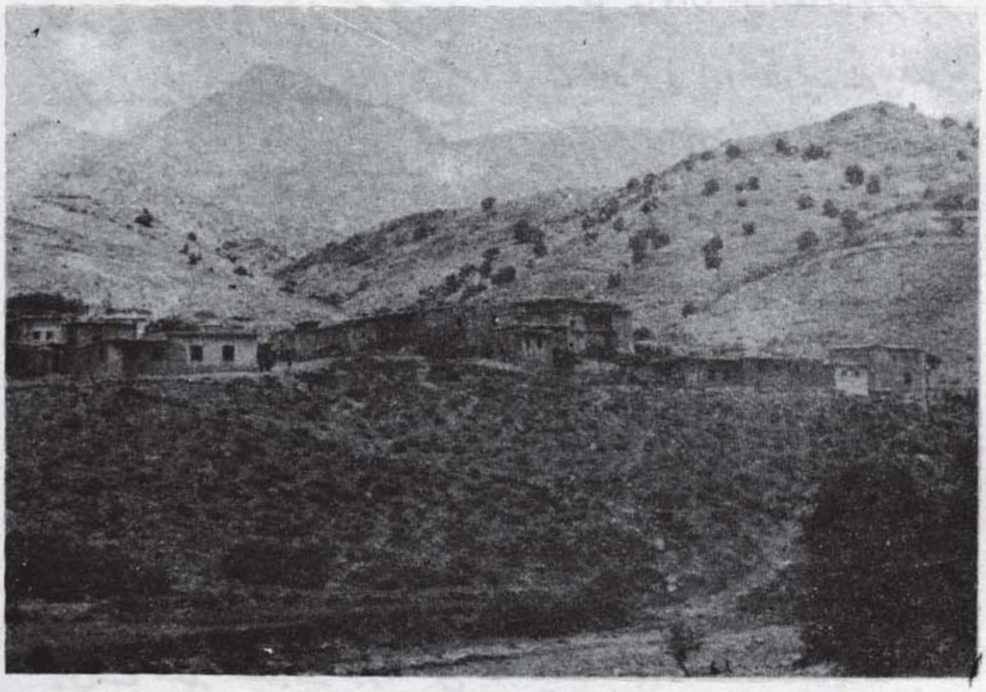

کر دیا. تحریک مزاحمت کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ شمالی افغانستان میں مجاہدین کی سپروائزری کونسل کے سربراہ احمد شاہ مسعود نے گذشتہ اپیل کی کہ اسلامی بینکاری کی ترقی و ترویج کے لئے ہر شہری اپنا کردار ادا کرے،

ان ذرائع کے مطابق آزمائشی بنیادوں پر قائم کئے گئے اس بنک

کی شاخیں عنقریب دیگر آزاد علاقوں میں کھولی جائیں گی۔ بنک سود کے بغیر نفع و نقصان میں شراکت کے اصول پر کاروباری لین دین کرے گا۔ تاہم نجیب ٹولے کے خاتمے تک غیرملکی زرمبادلہ کا کاروبار ممکن نہیں ہو گا۔

صوبہ جوزجان میں ۱۰۰ کابل فوجی گرفتار کر لئے گئے

اطلاعات کے مطابق صوبے پکتیا میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر گردیز کے نزدیک پیوان کے مقام کابل انتظامیہ کے فوجی اڈے پر ایک اور حملہ کیا جس میں بکتر بند دستوں کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا، مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان نے اطلاع دی ہے کہ کمانڈر سردار خان کی قیادت میں مجاہدین نے ۱۲، مئی کو فوجی اڈے پر میزائلوں اور راکٹوں سے یلغار کی جس سے متعدد تنصیبات نذر آتش اور ایک ٹینک تباہ ہوگیا۔ اس کاروائی میں ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجیوں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

ادھر شمالی افغانستان کے صوبے جوزجان میں مجاہدین نے ایک قافلے میں شامل سو سے زائد کابل فوجی گرفتار کر لئے جو سامانِ رسد لے کر سرپل جا رہے تھے، اطلاعات کے مطابق تیز رفتار کاروائی کے دوران رسد کے لدے ہوئے پانچ ٹرک اور ۲۰۰ کلاشن کوف رائفلوں کے علاوہ بھاری مقدار میں دیگر ہتھیار مجاہدین کے ہاتھ آئے

زرمت سے غزنی کے درمیان حفاظتی چوکیاں خالی کرالی گئیں

۳۰ مئی (ڈاٹ انس افغان) گردیز کے محاذ پر کابل انتظامیہ نے فیصلہ کن کاروائی کا آغاز کر کے دیہی آبادیوں پر نیپام بموں سے بمباری شروع کر دی ہے، صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے بتایا کہ بمباری کے موجودہ سلسلے میں سترہ دیہات شدید متاثر ہوئے جہاں سے تمام آبادی پہاڑی مقامات پر منتقل ہو رہی ہے، ترجمان کے مطابق کابل انتظامیہ نے جنگی حکمت عملی کے تحت زرمت اور غزنی کے درمیان تمام حفاظتی چوکیوں سے فوجی دستوں کو واپس بلا کر گردیز میں اکٹھا کر دیا ہے، ترجمان نے بتایا کہ اس اقدام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کابل انتظامیہ اپنی تمام تر توجہ گردیز پر مرکوز رکھنا چاہتی ہے اور صوبائی ہیڈ کوارٹر کا دفاع کرنے کے لئے فضائی قوت کی عدم موجودگی میں بھاری تعداد میں زمینی دستوں سے کام لیا جائیگا

ادھر معلوم ہوا ہے کہ صوبہ پکتیا کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی گردیز کے محاذ پر پہنچ گئے ہیں، جہاں تمام تنظیموں کے مجاہدین پر مشتمل کمانڈروں کی مجلس شوریٰ دفاعی حکمت عملی موجودہ حالات کے مطابق وضع کرے گی۔

اقوالِ زریں

- گناہ ناسور ہے اگر ترک نہ کرو تو برابر بڑھتا رہے گا۔
- محبت اُن سے رکھو جو نیکی کر کے فراموش کر دیں۔
- وہ راز محفوظ نہیں جس کی کسی عورت کو خبر ہو۔

شہداء راہِ حق

شہید عزیز خان

شہید عزیز خان ولد مبارک خان

صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے "استر" نامی قوم سے تعلق رکھتے تھے اور "سترہنی" نامی گاؤں کے ایک مجاہد دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ وہ جناب الحاج جلال الدین حقانی کے زیر کمان حضرت عمر فاروق رض نامی جہادی فرنٹ کے ایک ایماندار دلیر اور سرفروش مجاہد تھے۔

جہاد کے گرم مورچوں میں موجود ہو کر دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف کئی سال تک مصروف جہاد رہے انہوں نے صوبہ پکتیا کے مختلف محاذوں میں روسی اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کی دہری فوجیوں کے خلاف اکثر و بیشتر معرکوں میں شرکت کی اور انہیں ہر محاذ پر بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔

آخر کار یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء کو خوست ایئرپورٹ پر حملے کے دوران شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے

شہید طالب العلم لعل محمد

شہید لعل محمد ولد ٹھیکہ دار نے صوبے پکتیا کے صوبائی دارالحکومت گردیز سے تعلق رکھنے والی دولت زائی قوم کے علی خیل نامی گاؤں کے ایک غریب مگر دیندار محب وطن اور علم دوست گھرانے میں آنکھ کھولی۔

وہ پہلی دفعہ جناب الحاج جلال الدین حقانی صاحب کی کمان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرنٹ کے مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمن کے خلاف لڑتے رہے انہوں نے نہایت مردانگی و دلیری سے صوبہ پکتیا میں اکثر و بیشتر جہادی کاروائی میں حصہ لیتے ہوئے ہر محاذ پر دشمن کے پلید بدن پر کاری ضرب لگا کر اسے نقصان پہنچا دیا۔ شہید لعل محمد ایک مخلص صادق، خوش خلق اور ملنسار شخصیت تھے اپنے مجاہد بھائیوں سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ شہادت کو اپنی منزل سمجھتے تھے

شہید نور محمد:

غوث محمد کے جواں سال فرزند شہید نور محمد صوبہ پکتیا کے دارالحکومت گردیز کے نواحی علاقے کے ایک دیندار محب وطن اور دین دوست گھرانے میں پیدا ہوئے، قوم کے لحاظ سے تاجک تھے
شہید نور محمد بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دینی حلقوں میں شرکت و مباحث میں حصہ لینے سے دلچسپی رکھتے تھے
شہید نور محمد الحاج جلال الدین حقانی کی قیادت میں حضرت عمر فاروق رض نامی جہادی فرنٹ کے ایک نڈر اور دلیر مجاہد تھے۔ وہ ہمیشہ جہاد کے گرم سنگروں میں موجود ہوتے اور اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ کفر والحاد کے خلاف برسر پیکار رہے، انہوں نے صوبہ پکتیا کے مختلف محاذوں میں روسی اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے فوجوں کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لیا اور دشمن کے لئے قہر ساماں بنے رہے۔
آخر کار یکم اپریل ۱۹۹۱ء کو خوست کی مکمل فتح کے ایک دن بعد خوست شہر پر برسائے گئے دشمن کے سکڈ میزائل کی زد میں آکر جام شہادت نوش کر گئے

شہید عید محمد خان

شمع اسلام کا پروانہ عید محمد خان ولد عید مر خان عرف بادشاہ خان نے صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے "تانگ" نامی گاؤں کے ایک دیندار محب وطن اور اسلام دوست گھرانے میں آنکھیں کھولیں

قوم کے لحاظ سے وہ کبر خیل تھا۔
شہید عید محمد خان جہاد اور مجاہدین سے بہت خلوص رکھتے تھے ایک طویل مدت تک وہ جہاد کے مختلف محاذوں میں دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مصروف جہاد رہے، کئی معرکوں میں دلیرانہ شرکت کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ اس کے سینے میں شوق شہادت بسا ہوا تھا آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو پوری کر دی۔ ۷/ مارچ ۱۹۹۱ء کو خوست شہر کی مکمل فتح کے سلسلے میں ایک رابطہ مہم انجام دینے کے دوران بارودی سرنگ پھٹنے سے جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید قیوم

شہید قیوم ولد آدم خان صوبہ کندز کے سب ڈویژن خان آباد کے ایک مسلمان، دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے
آخر کار ۳۱/ مارچ ۱۹۹۱ء کو دشمن کی طرف سے ایک سکڈ میزائل کے حملے میں جان بحق ہو کر شہید ہو گئے۔

نعت شریف

بعد از خدا جہاں میں عظمت ہے آپؐ کی
شام و سحر زبان پہ مدحت ہے آپؐ کی

حسنِ عمل سے جادۂ منزل چمک اٹھا
تاریکیوں میں روشنی سیرت ہے آپؐ کی

عیش و طرب میں غرق ہے اسوہ کو چھوڑ کر
کتنی پریشاں حال یہ امت ہے آپؐ کی

فقر و غنا کی دولتِ بے پایاں آپؐ ہیں
رخشندہ سارے دہر میں سنّت ہے آپؐ کی

خلقِ عظیم آپؐ کا ہے مژدۂ حیات
تسکینِ قلبِ غم زدہ رحمت ہے آپؐ کی

میرے لبوں پہ نعت کے غنچے چٹک اٹھے
لاریب قلب و روح میں الفت ہے آپؐ کی

گوہر نے پائی ہے اسوۂ حسنہ سے یہ چمک
شعروں میں اس کے ضوفشاں طلعت ہے آپؐ کی

— گوہر ملسیانی —

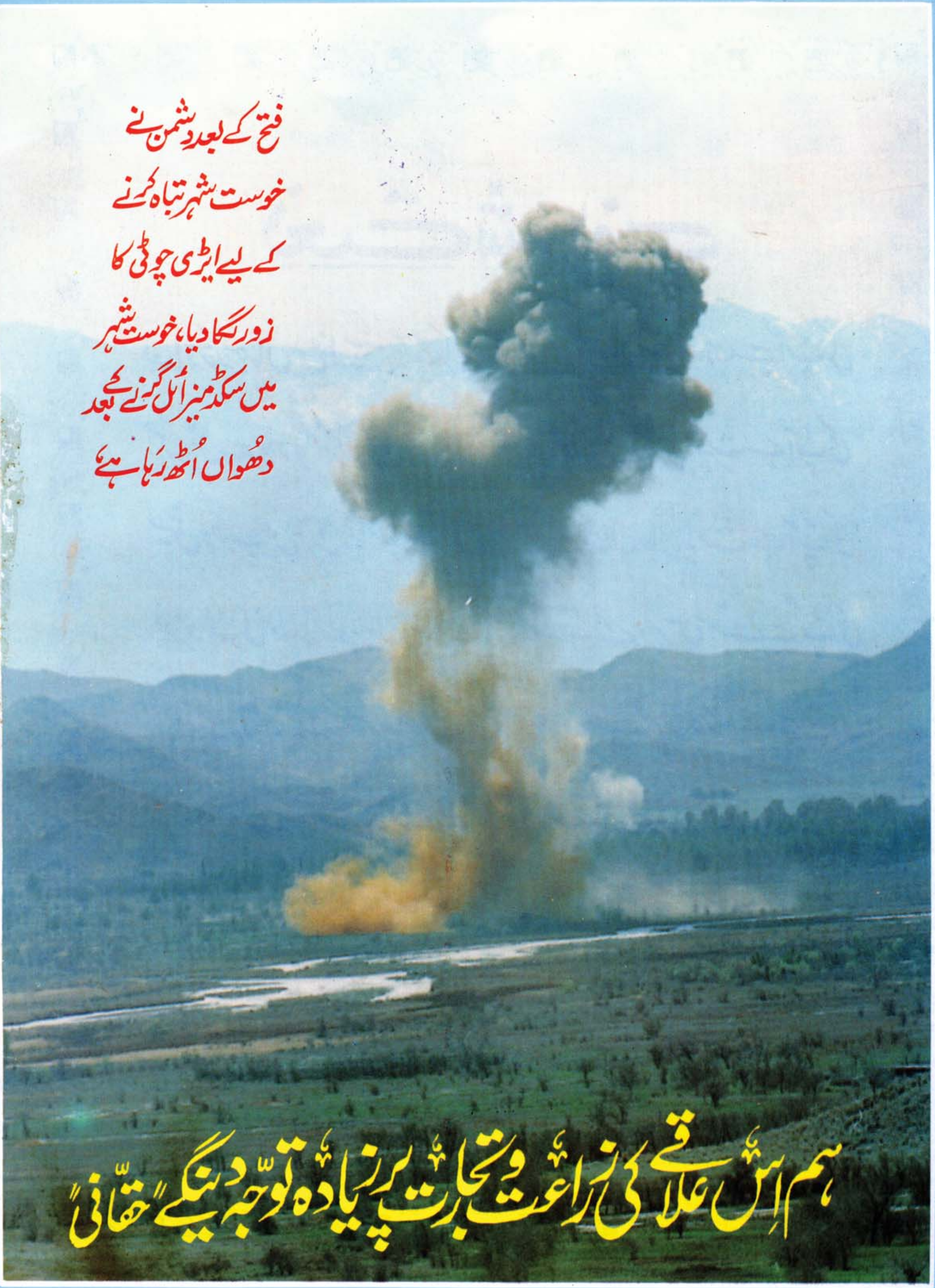
فتح کے بعد دشمن نے
خوست شہر تباہ کرنے
کے لیے ایڑی چوٹی کا
زور لگا دیا، خوست شہر
میں سکڈ میزائل گرنے کے بعد
دھواں اُٹھ رہا ہے
ہم اِس علاقے کی زراعت و تجارت پر زیادہ توجہ دینگے" حقانی"